نمبر ۱۲۵ | مورخہ ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۹ ذوالحجہ سنہ ۱۳۴۹ء | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

منصوری سے ۲۲۔ اپریل کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو پیشاب درد اور اسہال کی شکایت ہوگئی ہے۔ اب یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔ کہ حضور عید کے موقعہ پر تشریف لے آئیں گے۔ اگر حضور تشریف نہ لا سکے۔ تو جماعت قادیان عید کے اس لطف سے محروم رہیگی جو حضور کی موجودگی میں حاصل ہوتا ہے۔

حضرت ام المومنین علیہا السلام جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن مظفر گڑھ کے ہاں تشریف رکھتی ہیں۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ان کی طبیعت ناساز ہے۔ احباب خاص طور پر دعا کریں۔

جناب ناظر صاحب امور خارجہ نے نئے وائسرائے ہند کو ان کی آمد پر حضرت خلیفۃ المسیح اور جماعت کی طرف سے خوش آمدید کا تار دیا تھا جس کے جواب میں پرائیویٹ سیکرٹری نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا دلی شکریہ ادا کیا ہے۔

عیدالاضحیٰ کے متعلق ضروری مسائل

حضرت ابوہریرہ رضی سے روایت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا۔ یعنی الرام اجو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے۔ ایکدفعہ صحابہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا ما ھٰذہ الاضاحی۔ یہ قربانیاں کیا ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السلام۔ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ ان سے واضح ہوتا ہے۔ کہ قربانی کرنا امر مسنون ہے حتیٰ کہ ذوی استطاعت مسافر کو بھی قربانی دینی چاہیئے۔

استطاعت کے متعلق فقہا نے یہ ضابطہ مقرر کیا ہے۔ کہ جس شخص کے پاس جائداد بقدر نصاب ترکی دسکونتی مکان۔ سواری اور خادم کے سوا) ساڑھے باون روپیہ ہو۔ اُس پر قربانی لازم ہے۔ زمین زیور۔ اسباب تجارت اور رہائشی مکان کے سوا دوسرے مکان کی مالیت جائداد میں محسوب ہوگی بلکہ بقول بعض کتب غیر دینی اور اس کے دوہرے نسخے بھی جائداد میں شمار کئے جائیں گے۔

۲۔ ہر گھر کی طرف سے جس کا کمانے والا صرف ایک ہی شخص ہو ایک قربانی کا ہونا کافی ہوتی ہے۔ چنانچہ مخنف بن سلیم روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم عرفات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر تھے آپ نے فرمایا یا ایھا الناس ان علیٰ کل اھل بیت فی کل عام اضحیۃ۔ یعنی اے لوگو! ہر اہل بیت پر ایک سال میں ایک قربانی کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر ایک گھر میں مختلف کمانے والے ہوں۔ تو ہر ایک کو اپنی طرف سے علیحدہ علیحدہ قربانی دینی چاہیئے۔

آخری موقعہ

بقایا چندہ صاف کرنے کیلئے

چونکہ اس سال حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے۔ اور اس کا اعلان بھی کئی بار ہو چکا کہ انجمنوں کے ذمہ جو بقایا ہے۔ وُہ اُس کے بعد کوئی ... جائے گا۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے انجمنوں کی سہولت کے لئے بقایوں کی ادائیگی کے لئے ۳۰۔ اپریل کے بعد مئی میں بھی مہلت دے دی ہے۔ جو لوگ مئی میں جلد سے جلد اپنا بقایا چندہ علاوہ اپریل کے چندہ کے ارسال کریں گے۔ اور لکھدیں گے۔ کہ یہ گذشتہ بقایا کا روپیہ ہے۔ تو انہیں چندہ پورا کر دینے والی جماعتوں کی فہرست میں شامل کر لیا جائیگا۔ ناظر اعلیٰ قادیان

پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ نے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا۔ اور اپنے ہاتھ سے انہیں ذبح کیا۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے۔ آپ نے ذبح کرتے وقت یہ الفاظ کہے۔ انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض۔ علیٰ ملۃ ابراھیم حنیفا ... المشرکین۔ ان صلاتی و ... لا ش...

... کے لئے ذبح کر ... وسلم کے متعلق آتا ہے ... اپنے ...

۸۔ قربانی ... نر و مادہ کی ہو سکتی ... مادہ اور دُنبہ ... فقہا نے ... جائز قرار دی ہیں۔ مگر ... ناجائز ... ادمی شریک ہو سکتے ہیں گر یہ سات آدمی مسلمان ہونے چاہئیں۔ فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ اگر ایک بھی کافر شامل ہو۔ تو قربانی ناجائز ہو جائے گی۔ ساتوں کے

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خطبہ جمعہ

ہندوؤں کے مظالم مسلمانوں پر

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ جو ۱۶۔ اپریل ۱۹۳۱ء کے الفضل میں بعنوان "ہندوؤں کے مظالم مسلمانوں پر" شائع ہوا ہے۔ الگ بھی بصورت پمفلٹ چھپوا لیا گیا ہے۔ قیمت فی نسخہ دو پیسے اور کیمصد کا لکھائی دو پے ہے۔ احباب دفتر ترقی اسلام قادیان سے منگوا کر اس کی اشاعت جس قدر وسیع پیمانہ پر ہو سکے۔ کریں:

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

یوم النحر

خدا کے فضل سے پھر آگئی ہے عید قربانی،
شنا تھے پر ہی بل آیا نہ دل میں کچھ خلل آیا،
ہُوا خنجر بکف آیا۔ سرِ تسلیم خم سینہ
اطاعت اس کو کہتے ہیں، وفاداری یہ ہوتی ہے

وُہ قربانی کہ جس کی قدر ابراہیم نے جانی،
چھری رکھ دی گلے پر اپنے بیٹے کے بہ آسانی،
خُدا کی بات دونوں نے بطرزِ حسن جب مانی
کیا کرتے ہیں یوں تعمیل ارشاداتِ ربانی

خُدا کا حکم جو بھی ہو دل و جاں سے بجا لاؤ
اسی کا نام ہے اسلام حقیقت میں مسلمانی

۳۔ قربانی دُوسروں کی طرف سے بھی کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی۔

۴۔ ایک صحابی کہتے ہیں۔ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا۔ وُہ دو دُنبے ذبح کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت کی تھی۔ کہ میں آپ کی طرف سے ہمیشہ قربانی کیا کروں۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ متوفی کی طرف سے بھی قربانی کی جا سکتی ہے۔

۵۔ مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ جو قربانی کے فلسفہ اور اس کی حکمت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے کہدیا کرتے ہیں۔ قربانی کی قیمت کسی فنڈ میں دے دینی چاہیئے۔ مگر ایسا ہرگز جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا:۔

"قربانی تو قربانی کرنے سے ہی ہوتی ہے۔ مسکین فنڈ میں دینے سے نہیں ہو سکتی۔ اگر وُہ رقم کافی ہے۔ تو ایک بکرا قربانی کرو۔ اگر کم ہے۔ زیادہ کی توفیق نہیں۔ تو پھر قربانی کا دینا فرض نہیں ہے۔"
(فتاویٰ احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۶۱)

۶۔ جسے قربانی کی طاقت نہ ہو۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ اگر وُہ قربانی کے دن اپنے زائد بال، ناخن لبیں اور مو ہائے زیر ناف کٹوا دے تو یہ بھی اس کی طرف سے ایک طرح کی قربانی سمجھی جائے گی۔

۷۔ بہتر یہی ہے۔ قربانی اپنے ہاتھوں سے کی جائے چنانچہ بخاری میں حضرت انسؓ سے روایت آتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دُنبوں کی قربانی کی۔ میں نے آپ کو اپنا قدم دونوں کے پہلو پر

حصّے برابر ہونے چاہئیں۔ اونٹ میں افضل تو یہی ہے۔ کہ سات کس شریک ہوں۔ لیکن دس کی طرف سے بھی اونٹ کفایت کرتا ہے۔ قربانی دو سال سے کم عمر کے جانور کی نہیں ہونی چاہیئے۔ اگر میسر آئے تو ایک سال کا دُنبہ بھی جائز ہے۔ بھیڑ کا بھی یہی حکم ہے۔ مگر بکرا ایک سال کا جائز نہیں۔ خصّی اور غیر خصّی دونوں جائز ہیں۔ غیر خصّی میں کوئی فضیلت نہیں۔

قربانی کے جانوروں میں احمدیوں کے ساتھ غیر احمدی کی شرکت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت ناپسند تھی۔

۹۔ قربانی کے جانور کے لئے ضروری ہے۔ کہ وُہ بیمار نہ ہو۔ دُبلا نہ ہو کانا نہ ہو۔ اندھا نہ ہو۔ کان چرا یا کان کٹا ہوا نہ ہو۔ لنگڑا نہ ہو۔ عیب دار ہو۔ ایک حدیث سے سینگ کٹا جانور بھی قربانی میں ممنوع ثابت ہوتا ہے۔ احمدیت کا مسلک یہی ہے۔ کہ جس جانور میں عیب زیادہ اور واضح ہو۔ اس کی قربانی ناجائز ہے۔ اور جس میں معمولی نقص ہو۔ اس کی قربانی جائز ہے۔

۱۰۔ قربانی عید کی نماز پڑھنے کے بعد کی جاتی ہے۔ اگر کسی نے نماز سے پہلے قربانی کر دی ہو۔ تو وُہ قربانی نہیں۔ اُسے دوبارہ کرنی چاہیئے۔

۱۱۔ عید کے دن جسے یوم النحر اور یوم الاضحیٰ کہتے ہیں اور اس کے بعد دو دن تک قربانی کی جا سکتی ہے۔ بعض علماء نے عید کے تیسرے دن بعد تک یعنی تیرھویں ... تک بھی قربانی کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ مگر اس پر کسی ... ثابت نہیں۔

۱۲۔ قربانی کے گوشت کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے۔ خود کھاؤ دوسروں کو کھلاؤ ... تو گوشت سکھا کر اس کا ذخیرہ جمع کر لو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی فتویٰ یہی ہے کہ محتاج اور مسکین غیر مسلم کو بھی قربانی کا گوشت بطور صدقہ دیا جا سکتا ہے۔ ... کی کھال اور گوشت خواہ گھر میں استعمال کریں۔ چاہے ... مساکین اور اقارب میں تقسیم کریں یا سب طرح جائز ہے۔ لیکن قربانی کی کوئی چیز بیچنی جائز نہیں۔ یہاں تک کہ قربانی کا کوئی رسہ ہو۔ یا کپڑا تو وہ بھی صدقہ کر دینا چاہیئے۔ حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ قصاب کو کھال وغیرہ اتارنے اور گوشت صاف کرنے کی مزدوری الگ دینی چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں آپ کی طرف سے قربانیاں کر کے ان کا گوشت اور چمڑے مسکینوں پر تقسیم کر دوں۔ مگر کھال اتارنے کی مزدوری اس میں سے نہ دوں

۱۳۔ قرآن مجید میں آتا ہے۔ ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات یعنی مقررہ دنوں میں خصوصیت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ چنانچہ اسکی تعمیل میں حدیثوں سے ثابت ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے دن کی صبح سے کر آخری یوم تشریق کے عصر کی نماز تک فرض نمازوں کا سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے یہ تکبیر کہا کرتے تھے۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولِلّٰہ الحمد۔ اور مقتدی بھی کہتے تھے۔

۱۴۔ عید کے دن یہ امور مسنون ہیں۔ غسل۔ مسواک۔ اور اچھی عمدہ کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ سویرے اُٹھنا۔ عیدگاہ میں جلدی جانا۔ قربانی عید کی نماز کے بعد کرنا۔ نماز باہر پڑھنا۔ لیکن اگر عذر ہو۔ مثلاً بارش وغیرہ کا تو مسجد میں بھی عید پڑھی جا سکتی ہے۔ جس راہ سے عید جائیں۔ اُسے چھوڑ کر دوسرے راہ سے واپس آنا۔ آہستہ اور راستہ میں تکبیر کہتے جانا۔ ... اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
نمبر ۱۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

عیدالاضحیٰ سے کیا سبق حاصل کرنا چاہئیے

ہر ایک جماعت اور قوم کے خواہ وُہ دینی ہو۔ یا دنیوی قیام اور استحکام کی بنیاد دو چیزوں پر ہوتی ہے۔ ایک جذبۂ ایثار و قربانی پر۔ اور دوسرے تنظیم اور یکجہتی پر۔ اسلام نے ان دونوں باتوں پر اس قدر زور دیا۔ اور ان کے متعلق ایسے طریق اور ہدایات جاری فرمائی ہیں۔ کہ جن کی مثال دُنیا کے اور کسی مذہب اور کسی ضابطہ میں نہیں پائی جاتی*

اسلام میں قربانی کی تعلیم

قربانی کی غرض و غایت بیان کرکے اور تمام اعمال کی بنیاد اس پر رکھتے ہوئے فرمایا۔ قل ان صلوتی و نسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین۔ ہر ایک مومن کو اپنے قول و فعل سے یہ ثبوت بہم پہنچانا چاہئیے۔ کہ اس کی نماز۔ اس کی قربانی۔ اس کی زندگی اور اس کی موت غرض کہ ہر ایک چیز محض رب العالمین کے لئے ہے*

یہ ایک نہایت جامع مانع ارشاد ہے جس میں ہر قسم کی قربانی اور ایثار کی تلقین کی گئی ہے۔ اور ہر چیز خدا تعالےٰ کی راہ میں قربان کرنے کا جذبہ پیدا کیا گیا ہے*

اسلام میں اتحاد کی تعلیم

اس کے ساتھ ہی ایک سلک میں منسلک رہنے کے متعلق ارشاد ہے۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔ سارے کے سارے مل کر ایک حبل اللہ کو پکڑے رہو۔ اور کوئی اس سے علٰحدہ نہ ہو*

عیدالاضحیٰ کی تقریب

اسلام نے ہر قسم کی دینی اور دنیوی ترقی کے لئے صرف یہ احکام ہی نہیں دیئے۔ بلکہ ایسے طریق بھی تعلیم کئے ہیں۔ اور ایسے اسباب بھی مہیا کئے ہیں جن کے ذریعہ ان احکام کی تعمیل ہو سکتی اور ان کے نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔ انہی اسباب میں سے ایک عیدالاضحیٰ کی تقریب بھی ہے جس میں ایک طرف تو قربانی اور ایثار کی عملی تعلیم دی گئی ہے۔ اور دوسری طرف ایک سلک میں منسلک ہونے کا نظارہ پیش کیا گیا ہے*

عیدالاضحیٰ کیا ہے؟

عیدالاضحیٰ کیا ہے۔ اس عظیم الشان قربانی اور ایثار کی یادگار ہے۔ جو ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ساری دُنیا کے لئے ایک مرکز قائم کرنے۔ ایک خدا کے آستانہ پر جھکانے اور ایک سلک میں منسلک کرنے کے لئے خدا تعالےٰ کی راہ میں پیش کی وُہ ایک ویران اور سنسان جنگل میں جہاں نہ کھانے پینے کا کوئی سامان تھا نہ رہنے کے لئے کوئی جھونپڑا تھا۔ نہ حفاظت کا کوئی ظاہری انتظام تھا۔ اپنے چھوٹے سے بچے اور کمزور و ناتوان بیوی کو محض اس لئے چھوڑ آئے۔ کہ یہ اس خدا کا حکم تھا جس کے لئے وُہ اپنا سب کچھ قربان کرنا اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے۔ آخر یہ بے مثال اور بے نظیر قربانی رنگ لائی۔ اور اس کے نہ صرف وُہ عظیم الشان نتائج پیدا ہوئے۔ جو دُنیا کی روحانی زندگی اور جسمانی ترقی کی بنیاد قرار پائے۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے روحانیت کے ظہور اور دنیوی لحاظ سے بام عروج پر پہنچنے کا ذریعہ بنے*

تمام دُنیا کے مسلمانوں کے اجتماع کا دن

ہر سال اس مقدس تقریب کو تازہ کرنے کا جو طریق اسلام نے قرار دیا ہے۔ اس سے عملی طور پر قربانی اور ایثار۔ اتحاد اور یکجہتی کا بے نظیر سبق حاصل ہوتا ہے۔ اور اُس کی حقیقت سمجھ لینے والے ہر انسان کے لئے خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دینا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا۔ یہی وُہ موقعہ ہے۔ جس پر تمام دُنیا کے ذی استطاعت مسلمانوں کو حکم ہے۔ کہ وُہ اسلام کے واحد مرکز۔ اور خدا تعالےٰ کے انوار کے قدیمی جلوہ گاہ مکہ معظمہ میں جمع ہوں۔ اور اس حالت اور اس شکل میں جمع ہوں۔ جو فداکاری اور جان نثاری۔ قربانی اور ایثار کی انتہائی صورت ہے*

اپنے مولا کی بیتابانہ جستجو

چنانچہ ہر ملک اور ہر علاقہ کے مسلمان اپنے خویش و اقارب کو چھوڑ کر۔ اپنے وطن سے جُدا ہو کر۔ اپنا مال خرچ کرکے اور رستہ کی صعوبتیں اور تکلیفیں اٹھا کر دیار محبوب کی طرف جاتے ہیں۔ اور اس بے خودی اور خود فراموشی سے سرشار ہو کر جاتے ہیں۔ کہ نہ ان کے پاؤں میں جوتی ہوتی ہے نہ سر پر کوئی چیز۔ نہ انہیں لباس کی فکر ہوتی ہے نہ حجامت کا خیال بالکل مجنونانہ ہیئت میں لبیک اللھم لبیک پکارتے ہوئے اس مقدس سرزمین میں اپنے خالق و مالک کی جستجو میں بے قراری اور بے تابی کا مظاہرہ کرتے ہیں جہاں وُہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ظاہر ہوا۔ اور جہاں خاتم کمالات انسانیت اور خاتم کمالات نبوت کے ذریعہ اس نے اپنا جلوہ دکھایا۔ ساری دُنیا سے منقطع ہو کر سارے تعلقات زندگی کو خیرباد کہکر ساری طاقت اور قوت کو اپنے محبوب کی تلاش میں صرف کرکے۔ اور فداکاری کی ساری راہیں اختیار کرکے۔ ایک مسلمان قربانی کے اس انتہائی مقام پر پہونچ جاتا ہے۔ جو دُنیا میں کسی انسان کے لئے ممکن ہے۔

اتحاد و اتفاق کا بے نظیر منظر

اسی طرح اس موقعہ پر ہر ملک اور ہر علاقہ کے لوگ۔ ہر قوم اور ہر نسل کے لوگ۔ ہر رنگ اور ہر طرز کے لوگ ایک جگہ جمع ہو کر ایک ہیئت اختیار کرکے۔ ایک مقصد اور مدعا سامنے رکھ کر اتحاد و اتفاق کا وہ منظر پیش کرتے ہیں جس کی مثال کسی اور جگہ قطعاً نہیں مل سکتی۔ اور اس طرح یہ مقدس تقریب جہاں انتہائی قربانی اور ایثار کا سبق سکھاتی ہے۔ وہاں ایک سلک میں منسلک ہونے اور ایک مرکز پر جمع ہونے کی تلقین بھی کرتی ہے۔ اور اگر اور کوئی بھی چیز مسلمانوں کو قربانی و اتحاد کی طرف متوجہ کرنے والی نہ ہوتی۔ تو بھی عیدالاضحیٰ کی تقریب اس قدر سبق آموز اور اتنی مکمل ہے کہ یہی کافی ہو سکتی ہے۔

مسلمانوں کی افسوسناک غفلت

لیکن نہایت ہی رنج اور افسوس کی بات ہے۔ کہ مسلمان شامت اعمال سے اب اسے صرف ایک رسم کے طور پر ادا کرتے ہیں۔ اور اس کی حقیقت ان کی نظروں سے بالکل اوجھل ہو گئی ہے۔ ان میں سے لاکھوں ہر سال اپنے وطن چھوڑتے اور اپنے عزیز و اقارب سے علٰحدگی اختیار کرتے۔ اپنے اموال خرچ کرتے سفر کی تکالیف برداشت کرتے اور حجاز کی مقدس سرزمین میں پہنچ کر اپنی شکل و صورت سے ظاہر کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے خالق و مالک کی خاطر دنیا کی ہر پیاری سے پیاری چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن جب اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔ تو یہ عہد جس پر انہوں نے خدا تعالےٰ کے سب سے پہلے مقدس گھر میں پہنچ کر اپنے عمل کی مہر ثبت کی ہوتی ہے۔ بالکل بھول جاتے ہیں۔ اور دنیا میں منہمک ہو کر محض دنیا کے کیڑے بن جاتے ہیں۔ ان کے لئے خدا کی راہ میں کچھ خرچ کرنا۔ خدا کے لئے کوئی تکلیف اٹھانا۔ خدا کے لئے اپنے جذبات اور خواہشات کو قربان کرنا ایسا ہی محال ہوتا ہے جیسا کہ خدا کے منکروں کے لئے وہ حج کے نام سے کئی ماہ تک اپنے وطن کو چھوڑ سکتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے ایک دن بھی صرف نہیں کر سکتے۔ وہ حاجی کہلانے کے لئے سینکڑوں روپے خرچ کر سکتے ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کی مخلوق کو ضلالت اور گمراہی کے گڑھے سے نکالنے کے لئے اور اپنے خالق کے آستانہ

خرچ کرنے کے لئے وُہ ایک پھُوٹی کوڑی بھی نہیں دے سکتے۔ وُہ الحاج بننے کے لئے سفر کی تکالیف کی پرواہ نہیں کرتے۔ لیکن اسلام کی خدمت کے لئے ایک قدم اٹھانا بھی دوبھر سمجھتے ہیں ؀

حج کی اصل غرض

حالانکہ حج اور اس کے تمام ارکان کی غرض محض یہ ہے۔ کہ اس طرح خدا تعالےٰ اور اس کے رسول کے لئے اور اس کے دین کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کی رُوح پیدا ہو۔ خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نشانات دیکھ کر اپنے اندر حقیقی ایمان پیدا کیا جائے اور یہ حقیقت ذہن نشین کی جائے۔ کہ خدا تعالےٰ کے لئے جو قربانی کی جائے۔ وُہ کبھی ضائع نہیں جاتی۔ بلکہ اس کے بیش بہا نتائج اسی دُنیا میں نکل آتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اس حقیقت کی طرف قطعاً توجہ نہیں کی جاتی۔ اور محض ظاہری امور بجا لاکر سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ اس اہم فرض سے سبکدوشی حاصل ہو گئی جس کا ادا کرنا مسلمانو کے لئے نہایت ضروری قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس اجتماع کے جو مسلمانوں کی ترقی اور سربلندی کے بے مثال سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔ وُہ نتائج نہیں نکل رہے۔ جو نکلنے چاہئیں۔ اور مسلمان روز بروز قعر مذلت میں گر رہے ہیں ؀

بعثت مسیح موعودؑ

مسلمانوں کی اسی حالت کو دیکھکر اور تعلیم اسلام کی حقیقت سے ان کے بے بہرہ ہو جانے کی وجہ سے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ اور آپ کے ذریعہ ایک ایسی جماعت قائم کی۔ جو خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت اور اشاعت کے لئے ہر ایک قربانی کر رہی ہے اور عملی طور پر دُنیا کے سامنے ثبوت پیش کر رہی ہے۔ کہ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لِلّٰہ رب العٰلمین پر اس کا عمل ہے اور اس کے شاندار نتائج بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دُنیا کی اصلاح اور اسلام کی خدمت کے لئے اپنی قربانی پیش کی۔ اس وقت آپ کی یہ حالت تھی۔ کہ آپ کے چھوٹے سے قصبہ میں بھی اکثر لوگ آپ کو نہ جانتے تھے اور جو جانتے تھے۔ وُہ بھی آپ کو قابل توجہ نہ سمجھتے تھے۔ مگر آج یہ حالت ہے۔ کہ دُنیا کا کوئی کونہ اور کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں آپ کا نام لینے والے اور آپ کی حمد کرنے والے موجود نہ ہوں اور اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنا اپنے لئے باعث سعادت نہ سمجھتے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کے لئے اپنے عزیز رشتہ دار چھوڑے۔ مگر خدا تعالےٰ نے ان کے بدلے آپ کو ایسے جاں نثار عطا کئے۔ جنہوں نے آپ کے مقصد اور مدعا کو پورا کرنے کے لئے اپنا خون پیش کیا۔ اپنے اموال خرچ کئے اور روز بروز آپ کے ایسے فداکاروں میں اضافہ ہو رہا ہے ؀

کوئی قربانی ضائع نہیں جاتی

یہ اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے لئے قربانی کرنے اس کی راہ میں تکالیف اٹھانے۔ اور اس کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کا نتیجہ آج بھی اسی رنگ میں نکل سکتا ہے جس رنگ میں آج سے کئی ہزار سال قبل نکلا۔ اور جس کی یاد ہر سال عید الاضحیٰ کے موقعہ پر تازہ کرائی جاتی ہے۔ ہر سال اس تقریب کے آنے اور اس کے ارکان بجا لانے کا حکم دیئے کا یہی مطلب ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے لئے ہر رنگ میں قربانی کرنے کا جوش نئے سرے سے پیدا کیا جائے اور بڑھایا جائے۔ گذشتہ سال کی اس تقریب سے جو ایثار اور ولولہ کی رُوح پیدا ہوئی تھی۔ وُہ کافی نہیں۔ اب اس میں اور اضافہ کیا جائے۔ اور ہر قسم کی قربانی کے میدان میں اور آگے قدم بڑھایا جائے۔

جماعت احمدیہ اور عید الاضحیٰ

ہماری جماعت کو یہ تقریب اسی بات کو مدنظر رکھ کر منانی چاہیئے۔ اور اپنی سابقہ قربانیوں کے شاندار نتائج دیکھتے ہوئے ایسا کرنا ان کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔ وُہ انسان جس کی قربانی کا کوئی نتیجہ نہ نکلے۔ وہ اگر مایوس اور ناامید ہو کر سست یا ازکار رفتہ ہو جائے۔ تو تعجب کی بات نہیں۔ لیکن جو یہ دیکھتا ہے۔ کہ اس کی معمولی سی قربانی ایک بیج ثابت ہو رہی ہے۔ اور اس کے تازہ بتازہ پھل حاصل ہو رہے ہیں۔ اس کے لئے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ اپنی قربانی اور ایثار میں اضافہ نہ کرے۔ پس جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو ان شاندار نتائج کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن کے مقابلہ میں ہماری ناچیز اور بے حقیقت قربانیاں جو دراصل قربانیاں کہلانے کی مستحق ہی نہیں اس مقدس تقریب سے پُورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور اپنے اندر قربانی اور ایثار کی تازہ رُوح پیدا کرنی چاہیئے۔ ہر عید الاضحیٰ کے موقعہ پر اپنے سامنے حضرت ہاجرہ۔ حضرت اسماعیل اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی قربانی اور ایثار کو رکھنا چاہیئے۔ اور خواہش ہونی چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ خدمت دین اور اصلاح خلق کے لئے انہیں بھی اسی قسم کی قربانی کی توفیق بخشے۔ اور اپنی راہ میں بڑی سے بڑی قربانی کرنے کی طاقت اور ہمت عطا کرے ؀

مفت میں عظیم الشان اجر

یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اس درجہ کی قربانی کا موقعہ کسی خاص خوش قسمت اور خوش نصیب کو ہی میسر آسکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے جو بھی نیت رکھتا ہے۔ اور اپنے اعمال سے اس کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ یعنی جس حد تک قربانی کرنے کا اسے موقعہ ملتا ہے۔ اس میں کوتاہی نہیں کرتا۔ وُہ یقیناً بہت بڑے اجر کا مستحق ہے اور خدا تعالےٰ کے بے شمار افضال کا وارث بنتا ہے ؀

ہمارے لئے حقیقی خوشی اور مسرت

پس اس تقریب کی اصل غرض وغایت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل اور خدا تعالےٰ کے فضل نے ہمارے لئے بالکل مبرہن کر دیا ہے۔ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ تاکہ ایک طرف تو دُنیا کو ایک مرکز پر قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی جائے۔ اور دوسری طرف جماعت کو وُہ استحکام اور قوت حاصل ہو۔ جو خدا تعالےٰ اپنے برگزیدہ بندوں کی قائم کردہ جماعتوں کو دیا کرتا ہے۔ اور جس کا وعدہ وُہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے چکا ہے۔ یہ وعدہ پُورا ہو گا۔ اور ضرور پورا ہو گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں۔ تو ٹل جائیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کا وعدہ نہیں ٹل سکتا لیکن ہمارے لئے حقیقی خوشی اور مسرت اسی میں ہے۔ کہ یہ وعدہ ہماری زندگی میں پُورا ہو۔ یا کم از کم اس کے پورے ہونے میں ہمارا بھی قابل ذکر حصہ ہو۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ہم ہر ممکن قربانی کریں۔ اور بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں ؀

پس ہمیں یہ حقیقی خوشی حاصل کرنے کے لئے پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ یہی تمام دنیا کے لئے خوشی ہے۔ اسی میں دنیا کے لئے امن اور راحت مضمر ہے۔ اور یہی کائنات کی اصل غرض وغایت ہے ؀

احمدی جماعتوں کو مالی قربانی کی تحریک

اسی پرچہ میں دوسری جگہ جناب ناظر صاحب اعلیٰ کی طرف سے ایک اعلان شائع ہو رہا ہے۔ جس میں باوجود مالی سال ختم ہو جانے کے ان جماعتوں کو مزید مہلت دی گئی ہے جو گزشتہ سال اپنا آمد کا بجٹ پورا نہیں کر سکیں۔ اور اس وجہ سے ان جماعتوں کی فہرست میں ان کا نام نہیں آسکا۔ جنہوں نے اپنا بجٹ پُورا کرنے کا شرف حاصل کیا ؀

ایسی جماعتوں کو اپنا بقایا صاف کرنے کے لئے مزید مہلت کا ملنا ایک بہت بڑی رعایت ہے۔ اور اگر انہوں نے اس سے فائدہ اٹھا کر اپنے ذمہ کی رقوم ادا کر دیں۔ تو ہم سمجھیں گے۔ کہ عید الاضحیٰ کی تقریب جو ہر ایک مومن میں قربانی اور ایثار کی تازہ رُوح پیدا کرنے کا موجب ہوتی ہے۔ اس سے انہوں نے بخوبی فائدہ اٹھایا۔ اور اپنے اموال کو خدا تعالےٰ کی راہ میں قربان کرنے کا قابل تعریف نمونہ دکھایا ؀

بہت سی دیگر جماعتوں کا اپنے مجوزہ بجٹ پورے کر لینا بتاتا ہے کہ ہر جماعت کے لئے بجٹ کی رقم اتنی ہی رکھی گئی تھی جس کا ادا کرنا محال نہ تھا۔ اور وُہ جماعتیں جو اپنے ذمہ کی رقوم پوری نہیں کر سکیں انہوں نے پوری سرگرمی اور کوشش سے کام نہیں لیا۔ چونکہ یہ بات ایسے افراد کے لئے نہایت افسوسناک ہے جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر رکھا ہے۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا ہے۔ کہ انہیں اپنی کوتاہی کا ازالہ کرنے کا ایک اور موقعہ دیا جائے۔ پس اس موقعہ کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ہر جماعت کے کارکن اصحاب کو اس طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے۔ اور قطعاً یہ برداشت نہ کرنا چاہیئے کہ انکی جماعت کا نام اس فہرست میں درج ہونے سے رہ جائے۔ جو بجٹ کو پورا کرنے والی جماعتوں کی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خطبہ عید اضحیٰ

زمانہ نبوی اور موجودہ زمانہ کی عید میں فرق

سنہ ۱۹۰۰ء کی عید اضحیٰ کے موقعہ پر جو اپریل سنہ ۱۹۰۰ء میں ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں فرمایا۔

آج عید اضحیٰ کا دن ہے۔ اور یہ عید ایک ایسے مہینہ میں آتی ہے جس پر اسلامی مہینوں کا خاتمہ ہوتا ہے۔ یعنی پھر محرم سے نیا سال شروع ہوتا ہے۔ یہ ایک سِر کی بات ہے۔ کہ ایسے مہینہ میں عید کی گئی ہے۔ جس پر اسلامی مہینوں یا زمانہ کا خاتمہ ہے۔ اور یہ اس طرف اشارہ ہے۔ کہ اس کو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آنے والے مسیح سے بہت مناسبت ہے۔ وہ مناسبت کیا ہے؟ ایک یہ کہ ہمارے نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخر زمانہ کے نبی تھے۔ اور آپ کا وجود باجود اور وقت بعینہٖ گویا عید اضحیٰ کا وقت تھا۔ چنانچہ یہ امر مسلمانوں کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے۔ کہ آپ نبی آخر الزمان تھے۔ اور یہ مہینہ بھی آخر کا مشہور ہے۔ اس لئے اس مہینہ کو آپ کی زندگی اور زمانہ سے مناسبت ہے۔

دوسری مناسبت۔ چونکہ یہ مہینہ قربانی کا مہینہ کہلاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حقیقی قربانیوں کا کامل نمونہ دکھانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ جیسے اب لوگ بکری۔ اونٹ۔ گائے۔ دُنبہ ذبح کرتے ہیں۔ ایسا ہی وہ زمانہ گزرا ہے کہ آج سے تیرہ سو سال پیشتر خدا تعالےٰ کی راہ میں انسان ذبح ہوئے حقیقی طور پر عید اضحیٰ وہی تھی۔ اور اُسی میں ضحی کی روشنی تھی۔ یہ قربانیاں اُس کا لُب نہیں۔ پوست ہیں۔ رُوح نہیں جسم ہیں اس سہولت اور آرام کے زمانہ میں ہنسی خوشی سے عید ہوتی ہے۔ اور عید کی انتہا ہنسی خوشی اور قسم قسم کے تعیشات قرار دیئے گئے ہیں۔ عورتیں اسی روز تمام زیورات پہنتی ہیں عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کرتی ہیں۔ مرد عمدہ پوشاکیں پہنتے ہیں۔ اور عُمدہ سے عُمدہ کھانے بہم پہنچاتے ہیں۔ اور یہ ایسا مسرت اور راحت کا دن سمجھا جاتا ہے۔ کہ بخیل سے بخیل انسان بھی آج گوشت کھاتا ہے خصوصاً کشمیریوں کے پیٹ تو بجروں کے مدفن ہو جاتے ہیں گو اور لوگ بھی کمی نہیں کرتے۔ الغرض ہر قسم کے کھیل کود لہو ولعب کا نام عید سمجھا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ حقیقت کی طرف مطلق توجہ نہیں کی جاتی۔ درحقیقت اس دن میں بڑا سِر یہ تھا۔ کہ حضرت ابراہیمؑ نے جس قربانی کا بیج بویا تھا۔ اور مخفی طور پر بویا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے لہلہاتے کھیت دکھائے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا۔ اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا۔ کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہو جائے۔ اور خدا کے حکم کے سامنے اُس کی اپنی جان۔ اپنی اولاد۔ اپنے اقربا و اعزا کا خون بھی ہیچ نظر آئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے۔ کیسی قربانی ہوئی۔ خونوں سے جنگل بھر گئے۔ گویا خون کی ندیاں بہ نکلیں۔ باپوں نے اپنے بچوں کو۔ بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا۔ اور وہ خوش ہوتے تھے۔ کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے بھی کئے جائیں۔ تو اُن کی راحت ہے۔ مگر آج غور کر کے دیکھو۔ کہ بجز ہنسی اور خوشی اور لہو و لعب کے روحانیت کا کونسا حصہ باقی ہے۔ یہ عید اضحیٰ پہلی عید سے بڑھ کر ہے۔ اور عام لوگ بھی اس کو بڑی عید تو کہتے ہیں مگر سوچکر بتلاؤ۔ کہ عید کی وجہ سے کس قدر ہیں۔ جو اپنے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور روحانیت سے حصہ لیتے ہیں۔ اور اُس روشنی اور نور کو لینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس ضحی میں رکھا گیا ہے۔ عید رمضان اصل میں ایک مجاہدہ ہے اور ذاتی مجاہدہ ہے۔ اور اس کا نام بذل الروح ہے۔ مگر یہ عید جس کو بڑی عید کہتے ہیں۔ ایک عظیم الشان حقیقت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اور جس پر افسوس کہ توجہ نہیں کی گئی۔ خدا تعالےٰ نے جس کے رحم کا ظہور کئی طرح پر ہوتا ہے۔ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک بڑا بھاری رحم کیا ہے۔ کہ اور امتوں میں جس قدر باتیں پوست اور قشر کے رنگ میں تھیں۔ ان کی حقیقت اس امتِ مرحومہ کو دکھلائی ہے۔

اسی عید کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فی البدیہہ عربی میں خطبہ پڑھا۔ جس میں فرمایا:۔

اے خدا کے بندو! اپنے اس دن میں کہ جو بقر عید کا دن ہے۔ غور کرو اور سوچو۔ کیونکہ ان قربانیوں میں عقلمندوں کے لئے بھید پوشیدہ رکھے گئے ہیں۔ اور آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ اس دن بہت سے جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور کئی گلّے اونٹوں کے اور کئی گلّے گائیوں کے ذبح کرتے ہیں۔ اور کئی ریوڑ بکریوں کے قربانی کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ خدا تعالےٰ کی رضا جوئی کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور میرا گمان ہے۔ کہ یہ قربانیاں جو ہماری اس روشن شریعت میں ہوتی ہیں۔ احاطہ شمار سے باہر ہیں۔ اور ان کو ان قربانیوں پر سبقت ہے کہ جو نبیوں کی پہلی امتوں کے لوگ کیا کرتے تھے۔ اور قربانیوں کی کثرت اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ ان کے خونوں سے زمین کا منہ چھپ گیا ہے یہاں تک کہ اگر اُن کے خون جمع کئے جائیں۔ اور ان کے جاری کرنے کا ارادہ کیا جائے۔ تو البتہ ان سے نہریں جاری ہو جائیں۔ اور دریا بہ نکلیں اور زمین کے تمام نشیبوں اور وادیوں میں خون رواں ہونے لگے۔ اور یہ کام ہمارے دین میں ان کاموں میں سے شمار کیا گیا ہے۔ کہ جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا موجب ہوتے ہیں۔ اور اس سواری کی طرح یہ سمجھے گئے ہیں۔ کہ جو اپنی سیر میں بجلی سے مشابہ ہو۔ جس کو بجلی کی چمک سے مماثلت حاصل ہو۔ اور اسی وجہ سے ان ذبح ہونیوالے جانوروں کا نام قربانی رکھا گیا۔ کیونکہ حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ یہ قربانیاں خدا تعالےٰ کے قرب اور ملاقات کا موجب ہیں۔ اس شخص کے لئے کہ جو قربانی کو اخلاص اور خدا پرستی اور ایمانداری سے ادا کرتا ہے۔ اور یہ قربانیاں شریعت کی بزرگتر عبادتوں میں سے ہیں اور اسی لئے قربانی کا نام عربی میں نسیکہ ہے۔ اور نسک کا لفظ عربی زبان میں فرمانبرداری اور بندگی کے معنوں میں آتا ہے۔ اور ایسا ہی یہ لفظ یعنی نسک ان جانوروں کے ذبح کرنے پر بھی زبان مذکور میں استعمال پاتا ہے جن کا ذبح کرنا مشروع ہے۔ پس یہ اشتراک کہ جو نسک کے معنوں میں پایا جاتا ہے قطعی طور پر اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ حقیقی پرستار اور سچا عابد وہی شخص ہے جس نے اپنے نفس کو معہ اس کی تمام قوتوں اور معہ اس کے ان محبوبوں کے جن کی طرف اس کا دل کھینچا گیا ہے۔ اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے ذبح کر ڈالا ہے۔ اور خواہش نفسانی کو ذبح کیا۔ یہاں تک کہ تمام خواہشیں پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں۔ اور نابود ہو گئیں۔ اور خود بھی گداز ہو گیا۔ اور اس کے وجود کا کچھ نمود نہ رہا۔ اور چھپ گیا۔ اور فنا کی تند ہوائیں اس پر چلیں اور اس کے وجود کے ذرات کو اس ہوا کے سخت جھٹکے اڑا کر لے گئے۔ اور جس شخص نے ان دونوں مفہوموں میں کہ جو باہم نسک کے لفظ میں شراکت رکھتے ہیں غور کی ہوگی۔ اور اس مقام کو تدبر کی نگاہ سے دیکھا ہوگا۔ اور اپنے دل کی بیداری اور دونوں آنکھوں کے کھولنے سے پیش و پس کو زیر نظر رکھا ہوگا۔ پس اس پر پوشیدہ نہیں رہیگا۔ اور اس امر میں کسی قسم کی نزاع اس کے دامن کو نہیں پکڑنے گی۔ کہ یہ دو معنوں کا اشتراک کہ جو نسک کے لفظ میں پایا جاتا ہے اس بھید کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ عبادت جو آخرت کے خسارہ سے نجات دیتی ہے وہ اُس نفس امارہ کا ذبح کرنا ہے۔ کہ جو بُرے کاموں کے لئے زیادہ سے زیادہ جوش رکھتا ہے۔ اور ایسا حاکم ہے۔ کہ ہر وقت بدی کا حکم دیتا رہتا ہے۔ پس نجات اس میں ہے۔ کہ اس برا حکم دینے والے کو انقطاع الی اللہ کی کاردوں سے ذبح کر دیا جائے۔ اور خلقت سے قطع تعلق کر کے خدا تعالےٰ کو اپنا مونس اور آرام جان قرار دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ انواع واقسام کی تلخیوں کی برداشت بھی کی جائے۔ تا نفس غفلت کی موت سے نجات پائے۔ اور یہی اسلام کے معنے ہیں اور یہی کامل اطاعت کی حقیقت ہے۔ اور مسلمان وہ ہے جس نے اپنا مونہہ ذبح ہونیکے لئے خدا تعالےٰ کے آگے رکھدیا ہو۔ اور اپنے نفس کی اونٹنی کو اس کے لئے قربان کر دیا ہو۔ اور ذبح کرنے کے لئے پیشانی کے بل اسکو گرا دیا ہو۔ اور موت سے یکدم غافل نہ ہو۔ پس حاصل کلام یہ ہے۔ کہ ذبیحہ اور قربانیاں جو اسلام میں موجود ہیں وہ سب اسی مقصود کے لئے جو بذل نفس ہے۔ بطور یاد دہانی ہیں۔ اور اس مقام کے

مؤمن اور قربانی

عہدِ خلافت ثانیہ کا پہلا خطبہ عید الاضحیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے عہد خلافت میں پہلی عید الاضحیٰ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۱۴ء کو آئی۔ اس دن حضور نے حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایڈیٹر

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً۪ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔

آج کا دن قربانی کا دن کہلاتا ہے۔ مسلمانوں میں بہت قربانیاں کی جاتی ہیں۔ لاکھوں لاکھ بکرے اور ہزاروں ہزار اونٹ اور گائیں خدا کے نام پر ذبح کی جاتی ہیں۔

قربانی کیا ہے؟

اور اس کے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سوال کا جواب قربانی کے نام سے ہی ظاہر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کی جاتی ہے۔ اور اس سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

دنیا میں بہت سی قربانیاں

ہوتی رہی ہیں۔ اور اب بھی ہوتی ہیں۔ بعض اپنے بتوں کے لئے بعض اپنے دیوی دیوتاؤں کے لئے اور بعض اپنے نبیوں کے لئے قربانیاں کرتے۔ حتیٰ کہ بیٹوں کو بھی ذبح کر دیتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا کو بتایا۔ کہ بتوں دیوی نہ دیوتاؤں اور نبیوں کے لئے قربانی کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اگر تم اپنے

بیٹوں کی قربانی

کرنا چاہتے ہو۔ تو ہم تمہیں بتاتے ہیں۔ کہ اس طرح کرنی چاہیئے دیکھو۔ ایک بیٹے کی قربانی ہم نے ابراہیمؑ سے کروائی۔ رؤیا میں قربانی کا نظارہ اس کو دکھایا۔ کہ بیٹے کو ذبح کرو۔ اس رنگ میں ہم نے اسکو بتایا۔ کہ بیٹے کی قربانی یہ ہوتی ہے۔ کہ اس کو ایسی تعلیم دی جائے۔ کہ دین کے لئے وہ اپنے آپ کو قربان کر سکے۔ اور ساری زندگی دین کے لئے وقف کر دے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو وادیٔ غیر ذی زرع میں اللہ کے حکم کے ماتحت چھوڑ آئے۔ جہاں نہ پانی تھا۔ نہ کھانا۔ نہ کوئی ساتھی تھا۔ اور نہ مددگار اور یہی ان کے بیٹے کی قربانی تھی۔ جو کہ انہوں نے کر دی۔ اور یہ بہت بڑی قربانی تھی۔ اپنے ہاتھ سے بیٹے کو ذبح کر دینا آسان ہے۔ لیکن ایک ویران و سنسان جنگل میں بغیر کسی معین و مددگار اور بغیر دانہ پانی کے چھوڑ آنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ ذبح کرنے والا سمجھتا ہے۔ کہ ایکدم میں جان نکل جائیگی۔ اور پھر کوئی تکلیف نہ رہے گی۔ مگر جنگل میں اس طرح چھوڑ آنے کا بظاہر یہ مطلب ہے۔ کہ تڑپ تڑپ کر کسی وقت جان نکلے۔ اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا اسی طرح حکم تھا۔ اور اس نے بتا دیا تھا۔ کہ جو میرے حکم کے ماتحت اپنی اولاد کی قربانیاں کرتے ہیں۔ ان کی اولاد کبھی دنیا میں ضائع نہیں ہو سکتی۔

پس آج تم دیکھ لو۔ کہ ملکوں کے ملک آباد ہیں۔ اور ہزارہا ایسی قومیں ہیں۔ جو اپنے آپ کو حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد بتاتی ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے اولاد کو اپنی راہ میں قربان کرنے کا طریقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتایا۔ اور یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ وہ لوگ بیوقوف کم عقل ہیں۔ جو چھری سے اپنے بیٹوں کو ذبح کر کے خدا کی راہ میں قربانی دیتے ہیں۔ یہ ان کی قربانی کسی کام کی نہیں ہوتی۔ اور نہ اس کا کوئی نتیجہ ان کے لئے مرتب ہوتا ہے۔ اور

اصل قربانی

اپنی اولاد کو خدا کے راہ میں وقف کر دینا ہوتی ہے۔ اور یہ ایک بیج کی طرح ہوتی ہے۔ جس سے آگے لاکھوں دانے پیدا ہوتے ہیں اور کبھی ایسی قربانی ضائع نہیں ہوتی۔ آج مکہ میں اسی حضرت ابراہیمؑ کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہزارہا قربانیاں ہو رہی ہیں۔ اور وہی یادگار قائم کی جا رہی ہے۔ تم

حضرت ابراہیمؑ کی مثال

کو دیکھو۔ وہ کس طرح اس جنگل میں اپنے بیٹے کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ اور خدا نے جنگل سے ہی اس کے لئے پانی اور دانہ مہیا کر دیا۔ یہ

بڑا دردناک واقعہ

ہے۔ حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیمؑ حضرت ہاجرہ کو معہ ان کے بچے کے اس جنگل میں چھوڑ چلے۔ تو حضرت ہاجرہ نے پوچھا۔ کہ آپ ہمیں یہاں کس کے بھروسہ پر چھوڑ چلے ہیں۔ جہاں نہ پانی ہے۔ نہ کھانا۔ نہ کوئی ساتھی ہے۔ اور نہ مددگار۔ تو حضرت ابراہیم نے کہا۔ میں تم کو خدا پر چھوڑ چلا ہوں۔ انہوں نے کہا۔ بس جاؤ۔ اب ہمیں کسی کی پرواہ نہیں۔ ہمارے لئے ہمارا خدا کافی ہے جب وہ مشکیزہ پانی کا جو حضرت ابراہیمؑ ان کے لئے چھوڑ گئے تھے۔ ختم ہو گیا۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ پیاس کی وجہ سے رونے لگے اور وہاں ارد گرد پانی چھوڑ کہیں سبزہ بھی نہ تھا۔ تو اس وقت حضرت ہاجرہ گھبرائیں اور بچے کو بلبلاتا ہوا۔ ان سے نہ دیکھا گیا۔ تو ادھر ادھر پانی کی تلاش میں دوڑنے لگیں۔ لیکن وہاں پانی کہاں مل سکتا تھا۔ خالی ہاتھ واپس بچے کے پاس آئیں۔ مگر بچے کی شکل دیکھ کر پھر گھبرا گئیں۔ اور بچہ کے اضطراب اور بلبلاہٹ نہ دیکھ سکیں۔ پھر دوڑنے لگیں آخر کار ایک فرشتہ کے ذریعہ انہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ ایک چشمہ پھوٹتا ہے۔ وہ اس جگہ آئیں۔ اور اس چشمہ کو پایا۔ جس کو آب زمزم کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اگر ہاجرہ اس چشمہ کو روک نہ دیتیں۔ تو یہ دور دور تک پھیل جاتا۔ تو یہ ایک قربانی تھی۔ آج بھی قربانیاں کی جائیں گی۔ لیکن ان قربانیوں کے کرنے والوں کو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ یہ قربانیاں

حضرت ابراہیم کی قربانی

سے کیا نسبت رکھتی ہیں۔ ان کی تو یہ قربانی تھی۔ کہ خدا تعالیٰ نے حکم دیا۔ کہ اپنے بچے اور اس کی ماں کو جنگل میں چھوڑ آؤ۔ حضرت ابراہیم نہیں پوچھتے کہ ان کے کھانے ان کے پینے کا وہاں کیا بندوبست ہوگا۔ جنگل کے درندے تو انہیں نہیں کھا جائیں گے یہ کہاں رہیں گے اور کون ان کا خبرگیراں ہوگا۔ وہ بلا کسی سوال و عذر و معذرت کے جھٹ ان کو جنگل میں چھوڑ کر واپس آ جاتے ہیں۔ تو یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی۔ اور ایسی ہی قربانی اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان سے چاہتا ہے۔

یہ ایک مسلمہ بات ہے۔ کہ جس چیز سے محبت ہوتی ہے۔ اس کے لئے انسان سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ اس وقت ہی دیکھ لو دنیا میں ایک قربانی ہو رہی ہے۔ کوئی اپنے وطن کے لئے کوئی اپنی تجارت کے لئے کوئی اپنی عزت کے لئے کوئی اپنی آبرو کے لئے کوئی اپنے احسان کا بدلہ اتارنے کے لئے جانیں قربان کر رہے ہیں اور آج دنیا میں

ایک نہایت خطرناک جنگ

ہو رہی ہے۔ اور بچوں اور دنبوں کی طرح انسان قتل ہو رہے ہیں۔

اور خون کی ندیاں پانی کی طرح بہ رہی ہیں۔ ایک دن میں لاکھ لاکھ اور ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ انسان ہلاک ہو رہے ہیں۔ لیکن مرنے والوں کی جگہ دوسرے بڑی خوشی سے لینے اور لڑتے ہیں۔ ایک مردہ ہو کر گرتا ہے۔ تو دوسرا خوشی سے اس کی جگہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور ایسے خاندان بھی ہیں جن کے اگر آٹھ جوان تھے۔ تو آٹھوں اگر چار تھے۔ تو چاروں جنگ میں شریک ہیں۔ یعنی ساری کی ساری اولاد لڑ رہی ہے۔ کیا تمھیں معلوم نہیں۔ کہ یہ کیوں اس طرح کر رہے ہیں یہ اپنی آبرو۔ اپنے وطن۔ اپنی تجارت۔ اپنی عزت اور اپنے اموال کے لئے جانیں قربان کر رہے ہیں۔ اور کچھ لوگ احسان کی خاطر جو کہ ان پر کیا گیا۔ اپنی جانیں دے رہے ہیں۔ ایک کہتے ہیں۔ ہم جرمن ہیں۔ ہم کسی سے نہیں ہار سکتے۔ ایک کہتے ہیں۔ ہم فرانسیسی ہیں ہم فرانس کی خاطر اپنی ہستی مٹا دیں گے۔ اور جیتے جی اس پر کسی کو قابض نہ ہونے دیں گے۔ ایک کہتے ہیں۔ ہم برطانوی ہیں۔ ہم کبھی کسی کے ماتحت نہیں رہے۔ اور نہ رہ سکتے ہیں۔ ایک بلجیم کے رہنے والے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم معاہدہ کے خلاف نہیں کریں گے۔ تو یہ لوگ ان باتوں کے لئے اپنی جانوں کی قربانیاں کر رہے ہیں پھر کسقدر

شرم کی بات

ہے۔ کہ ایک مسلمان خدا کے لئے کوئی قربانی نہ کرے۔ یہ عزت۔ آبرو۔ وطن اور مال کے لئے پانی کی طرح خون بہاتے اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ کہ ہم اپنے وقار کے لئے لڑ رہے ہیں۔ حالانکہ ان کی غرض محض دنیا ہی دنیا تک محدود ہے۔ اور دین کی قطعاً کوئی بات ان کے مدنظر نہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ ایک مسلمان سے اس لئے قربانی چاہتا ہے۔ کہ وہ اس کا خالق اور رازق ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بہت کم ایسے مسلمان ہیں جو خدا کے لئے قربانی کرتے ہیں۔

خدا کے لئے قربانی

نہ کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو یقین نہیں ہوتا۔ کہ ہمارا کوئی رب ہے۔ جو خالق اور رازق ہے۔ اور وہ دنیا کی حکومتوں کو خالق و رازق سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے تو جان دیتے ہیں۔ لیکن خدا کے لئے کچھ نہیں کرتے۔ قربانی

اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ

ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے بندے کچھ کر دکھائیں۔ تب میں انہیں اپنا مقرب بناؤں۔ جو شخص اللہ کے لئے اپنے نفس کو قربان نہیں کرتا۔ وہ اگر یہ دعویٰ کرے۔ کہ مجھ میں خدا کی محبت ہے۔ تو وہ جھوٹا ہے۔ اس کو نہ خدا سے کوئی محبت ہے۔ اور نہ کوئی تعلق ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے مومنو! تم سارے کے سارے پورے طور پر مسلمان ہو جاؤ۔ اور اسلام کی تابعداری کا جوا اپنی گردنوں پر رکھ لو یا اے مسلمانو! تم ساری فرمانبرداری کی راہیں پوری کرو۔ اور کوئی بھی فرمانبرداری کی راہ نہ چھوڑو۔ یہ قربانی ہے جو اللہ تعالیٰ

ہر ایک مومن

سے چاہتا ہے۔ کہ انسان اپنی تمام آرزوئیں تمام خواہشیں تمام امنگیں اور تمام امیدیں خدا کے لئے قربان کر دے اور اس طرح سلوک نہ کرے۔ کہ جو اپنی مرضی ہو۔ وہ کرے۔ اور جو نہ ہو۔ وہ نہ کرے یعنی اس طرح کہ اگر شریعت اس کو کچھ حق دلاتی ہو۔ تو کہے۔ کہ میں شریعت پر چلتا ہوں اور اسی کے ماتحت فیصلہ ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر شریعت اس سے کچھ دلوائے تو کہے۔ کہ قانون کی رو سے فیصلہ ہونا چاہیئے قانون کچھ نہیں دلواتا۔ اس لئے میں بھی کچھ نہیں دیتا۔ ابھی ایک معاملہ ہوا ہے۔ ایک شخص سے جب ایک چیز مانگی گئی۔ تو اس نے کہا۔ میں بے خبر نہیں بیٹھا رہا۔ میں نے خوب اچھی طرح دریافت کر لیا ہے کہ قانوناً میں اس چیز کا مالک ہوں۔ چونکہ شریعت کی رو سے اسے اس چیز کے رکھنے کا کوئی حق نہیں۔ اس لئے وہ

قانون کی آڑ

لے کر بچنا چاہتا ہے۔ اور یہ نفس پرستی ہے۔ کیونکہ وہ نفس کی خاطر دین اور ایمان کو بیچتا ہے۔ اور قانون کی پناہ لینی چاہتا ہے قانون کی ہستی ہی کیا ہے؟ یہ تو صرف انسانی عمر تک ہی ہوتا ہے لیکن خدا کا قانون یعنی شریعت ابدالآباد تک کے لئے ہے۔ جو کوئی ظلم سے دوسرے کا حق لیتا ہے۔ اور خواہ اس کے لئے کوئی وجہ تراشتا ہے۔ وہ کبھی خدا تعالیٰ کی عقوبت سے نہیں بچ سکتا۔ اور ایسا شخص ہرگز ایماندار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خدا کے لئے قربانی نہیں کرتا ہر ایک مسلمان کے دل میں کسی معاملہ کے تصفیہ کے وقت جو سب سے پہلے خیال پیدا ہونا چاہیئے۔ وہ یہ ہونا چاہیئے کہ شریعت کیا کہتی ہے۔ اور مجھے کسی چیز کا حقدار قرار دیتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں دیتی۔ تو قانون اگر دلوائے۔ تو بھی نہیں لینی چاہیئے کیونکہ خدا کے نزدیک یہ لینا جائز نہیں۔ مومن کو تو ایسا ہونا چاہیئے کہ اگر قانون نہ بھی دلواسکے۔ اور شریعت دلوائے۔ تو فوراً دیدینا چاہیئے۔ جس میں یہ مادہ نہیں۔ وہ مسلمان ہی نہیں۔ مومنوں کو

فرمانبرداری کا ہر ایک پہلو

اور ہر ایک رنگ زیر نظر رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے۔ کہ تم شیطان کے پیچھے نہ چلنا۔ کیونکہ وہ تمھارا دشمن ہے۔ یہ کیا ہی لطیف بات بیان فرمائی ہے۔

قربانی کرنے والا

اس لئے قربانی کرتا ہے۔ کہ بڑی چیز حاصل ہو۔ ایک طالب علم وقت کی قربانی اس لئے کرتا ہے۔ کہ بی۔ اے اور ایم اے ہو کر گورنمنٹ سے کوئی اچھا عہدہ لے تمام دنیا کے مذاہب قربانی کرنا کو سکھاتے ہیں۔ لیکن ان کی قربانیاں کرنے والے کسی نیک نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔ اسلام حکم دیتا ہے۔ کہ تمھیں شیطان جس قربانی کا حکم دیتا ہے۔ اس کو مت قبول کرو۔ وہ تمھارا دشمن ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم تم سے جو قربانی چاہتے ہیں۔ اور جس کا تمھیں حکم دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ ضرور نیک نکلتا ہے۔ یہ

اسلام اور دوسرے مذاہب میں فرق

ہے۔ کہ اور مذہب انسان سے قربانی کرواکر یعنی کچھ ترک کرواکر دیتے کچھ نہیں۔ لیکن اسلام ایسی قربانی کرواتا ہے۔ کہ انسان کا اس میں نفع ہی نفع ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم جو تمھیں حکم دیتے ہیں۔ ان کو پورے طور پر بجا لاؤ۔ کیونکہ اس میں تمھارا ہی فائدہ ہے۔ تو یہ کس قدر بے حیائی کی بات ہے۔ کہ انسان اپنے افعال و اموال خیالات اور ارادوں کو ترک کر کے خدا تعالیٰ کا حکم قبول نہ کرے۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو بھی قربانی کرنے کی توفیق دے۔

عید کے دن یاد رکھنے والی بات

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ قربانیوں کا گوشت اور خون اللہ تک نہیں پہنچتا۔ کیونکہ خون تو مٹی میں مل جاتا ہے اور گوشت بھی نہیں پہنچتا۔ کیونکہ وہ بھی تم خود کھا لیتے ہو۔ ہڈیاں پھینکی جاتی ہیں پھر اس قربانی کا فائدہ کیا ہے۔ وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ تمہارا تقویٰ ہی خدا تک پہنچتا ہے۔ اور اس کی غرض یہ ہے۔ کہ اپنے نفس کو قربان کر دو۔ قربانی کے وقت مومن اقرار کرتا ہے۔ کہ جیسے اس بکری نے سر آگے ڈال دیا۔ اسی طرح میں اپنے نفس کے خیالات پر اے میرے مولیٰ آپ کے ارادے کے مقابل چھری پھیرتا ہوں۔ اور یہی وہ بات ہے۔ جو ہر خدا کے مناؤ کے وقت اللہ تعالیٰ لوگوں سے چاہتا ہے۔ اور یہی وہ عید ہے جس کی آرزو ہر مومن کو چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ کہ ہم نفسوں کی قربانیاں کریں کمزوریاں دور ہوں۔ کامل محبت پیدا ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ نیک بندوں کے انعام حاصل ہوں۔ اور ہمیں وہ عید نصیب ہو جس میں کوئی دکھ نہ ہو۔ اور جس میں عید منانے والوں کے سروں پر خدا کی رحمت کا سایہ ہوتا ہے۔ اور جس عید کی کوئی شام نہیں ہوتی۔ آمین!

احباب کو عید قربان مبارک ہو

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ ایک سُنت ہے۔ کہ اللہ کے نام پر عزیز سے عزیز چیز کو قربان کر دیا جائے۔ جیسا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عزیز تر بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کی رضا جوئی کی خاطر قربان کرنا چاہا۔ تو خدا تعالےٰ نے بذبح عظیم سے بدل کر فبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین کی خوشخبری دی۔ کہ خدا تعالےٰ نے تیری قربانی کو قبول کیا۔ اور اسکی قبولیت کا یہ اثر ہوگا۔ کہ ہمیشہ ہمیش اس قربانی کی یاد باقی رکھی جائیگی اور دوسرے یہ کہ تو نے تو خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنے اکلوتے بیٹے کو بھی قربان کرنا چاہا تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے تجھے اس قربانی کے عوض میں ایک اور بیٹا دے گا۔ جو نبیاً من الصالحین ہوگا۔ چنانچہ جس عید کی مبارک بادی احباب کو دے رہا ہوں۔ یہ وُہی عید ہے۔ جو نسلِ انسانی کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں قربانی سکھلانے کے لئے بار بار لوٹتی رہتی ہے۔ تاکہ ہم میں سے ہر ایک ابراہیمی صفات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اور خدا تعالےٰ کے وعدہ کذالک نجزی المحسنین سے فائدہ اٹھائے۔ یعنی جو لوگ کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنی عزیز سے عزیز شے کی قربانی کرینگے۔ خدا تعالےٰ بھی ان سے پختہ عہد باندھتا ہے۔ کہ انہیں بھی ابراہیمی صفات عطا کئے جائیں گے۔ پس یہ عید اس عید کی یادگار ہے۔ اور من استطاع الیہ سبیلا کے ماتحت سینکڑوں نہیں۔ بلکہ ہزاروں اپنی عزیز سے عزیز شے بیوی ہو یا بچے۔ عزیز و اقارب ہوں۔ یا وطن محبُوب۔ سب کو چھوڑ چھاڑ کر خشکی و تری کے سفر کی تکالیف برداشت کر کے اپنے محبُوب ترین خدا کی پیش گوئی وفدیناہ بذبح عظیم کو پورا کرنے کے لئے ایک عاشق صادق کی صورت میں لبیک کہتے ہُوئے بیت اللہ کی زیارت کے لئے اور سُنت ابراہیمی کو زندہ رکھنے کے لئے جوق در جوق حرم میں داخل ہوتے ہیں۔ تاکہ خدا تعالےٰ کے اس وعدہ سے جو کذالک نجزی المحسنین کے ذریعے کیا گیا ہے حصّہ لے سکیں۔ اور تاکہ خدا تعالےٰ کے فضل کی بارش جو خاص لخاص مقربانِ بارگاہ پر ہو رہی ہے۔ اور ہو چکی ہے۔ ان پر بھی ہو۔ اور لبیک لبیک اللھم لبیک کے ساتھ اپنے جسم اور رُوح کو آستانہ الوہیت پر رکھتے ہُوئے اپنے اس دلی اخلاص کو زبانِ قال سے ظاہر کر کے زبانِ حال تک پہونچانے کے لئے عاشقِ زار بن کر ننگے پاؤں، ننگے سر دو چادروں میں دیوانہ وار ادھر اُدھر پھرا کرتے ہیں۔ اور اپنی اس قربانی کو حقیقی جامہ پہنانے کے لئے اپنے عزیز مال کو بھی قربان کرتے ہیں۔ اور جانوروں کی قربانیاں کر کے اپنے دلی خیالات ظاہر کرتے ہیں۔ کہ خدایا جس طرح تیرے ایک حکم کے ماتحت یہ جانور قربان ہو رہا ہے۔ اسی طرح میرا جسم و جان و میری رُوح بھی تیرے آگے قربان ہے۔ اور اس قربانی کے لئے میرا ہر ذرہ تیار ہے۔ اور وُہ غُربا جنہوں نے سال میں خدا تعالےٰ کی نعمت سے فائدہ نہ اٹھایا ہو انہیں اس قربانی کے ذریعہ خدا کی نعمت سے متمتع کرتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی مخلوق پر رحم کر کے خدا کی رحمت کا امیدوار ہوتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کی محبت کو جذب کرنے کے لئے اس کی مخلوق پر رحم کرتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے غُربا کی امداد کا ایک سبق سیکھ رہا ہوتا ہے۔ کہ جس طرح وُہ اپنے حالات کو جلد تر تبدیل کرنے والا ہے۔ اسی طرح اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان غربا و مساکین کی جو ہمیشہ ہمیش انہی حالات سے گزر رہے ہیں۔ ان کی امداد کرے۔ اور اپنے فعل سے ظاہر کرے۔ کہ اس کی یاد میں غربا و مساکین بھی شامل ہیں۔ یہ تو وُہ لوگ ہیں۔ جو من استطاع الیہ سبیلا کے ماتحت خدا کی یاد میں غربا و مساکین کے ساتھ ہمدردی کا ایک سبق سیکھ رہے ہیں۔ اور دوسرے وہ بھی ہیں۔ جو اپنی رُوح کو آستانہ الوہیت پر جھکائے ہُوئے ہیں۔ اور عملی ثبوت چند جانوروں کی قربانیوں سے دے رہے ہیں۔ اور ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ یہ قربانی دل کی قربانی کے لئے بطور مشق کے ہے۔ اور جس طرح کہ چند جانوروں کی قربانیوں سے غربا و مساکین کی امداد ضروری ہے۔ اس طرح اسلام کی جو سے

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

کا مصداق ہے۔ امداد ضروری ہے۔ اور جب خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے مخلوق کی خاطر اپنے مال سے کچھ حصّہ نکالا۔ تو اس کے دین کے لئے جو نہایت ہی بیمار و بے کس ہے۔ کچھ حصہ نکالنا ضروری ہے۔ پس جب ایک معمولی مسکین کی خدمت رضاء الٰہی کا موجب ہے۔ تو جائے غور ہے۔ کہ اسلام جو اس وقت مسکینوں سے مسکین تر ہے اس کی خدمت کس قدر رضاء الٰہی کا مُوجب ہو سکتی ہے۔ اور اس کی خدمت دامے درمے کس قدر خدا تعالےٰ کے فضل کی جاذب ہو سکتی ہے۔ اس لئے احباب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ کہ یہ موقع خدا تعالےٰ کے فضل کو جذب کرنے کا ہے۔ آپ کے قطرہ قطرہ سے دریا بن سکتا ہے۔ اور آپ اس قطرہ سے خدا کے فضل کو جذب کر سکتے ہیں۔ پس احباب کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس عید پر اسلام کی امداد کے لئے کچھ دیکچھ عید فنڈ کا چندہ ضرور پہونچا دیں۔ اس سے آپ لوگوں پر بوجھ بھی نہیں پڑے گا۔ اور قطرہ قطرہ مل کر یہی قلیل رقم چندہ عام کے ساتھ مل کر سلسلہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوسکے گی عید فنڈ کے ساتھ قربانی کی کھالوں کی قیمت بھی قادیان آنی چاہیئے۔ تاکہ ایک اور ایک مل کر دو ہو جائیں اور آپ لوگ بھی دوہرے ثواب کے مستحق ہوں۔

نیز چونکہ یہ اجتماع کا موقع ہے۔ اور احباب کثرت کے ساتھ ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اس لئے اس اجتماع سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اور احباب میں تحریک کی جائے۔ کہ چندہ عام کا بقایا فوراً ادا کر دیا جائے۔ ورنہ سال آئندہ میں چندہ عام معہ بقایا کے دینا ہوگا۔ اور یہ بوجھ پہلے بوجھ سے بڑھ کر ہوگا۔ باللہ التوفیق واللہ المستعان

نیازمند۔ ناظر بیت المال قادیان۔

زمیندار احباب کو عید مُبارک

اس سال عین فصل کی کٹائی کے دنوں میں عید الاضحی آئی ہے اس وقت زمیندار کو اپنی سال بھر کی ضروریات کے پورا کرنے کا خیال ہوتا ہے۔ اور اسی زمانہ میں زمینداروں کے دل اللہ تعالےٰ کے فضلوں اور انعاموں کے خیال سے شکر کرنے کی طرف سب سے زیادہ مائل ہو سکتے ہیں۔

دوسرے لوگ اپنی کمائی کا اجر انسانوں سے وصول کرتے ہیں لیکن زمیندار کمائی کر کے اپنا اجر کارخانہ قدرت کے دربار سے حاصل کرتا ہے۔ اس لئے اس کی امید ہر وقت درگاہ باریتعالیٰ کے فضلوں کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ کبھی وُہ بارشوں کا منتظر ہوتا ہے۔ کبھی مناسب زراعت ہواؤں کے چلنے کا امیدوار ہوتا ہے۔ اور کبھی فصل بیماریوں سے بچنے کے لئے دست بدعا ہوتا ہے۔ پس ایک زمیندار کی زندگی بشرطیکہ وُہ نیک اور خدا پرست ہو۔ ہر وقت اپنے خالق کی یاد ہی میں گزرتی ہے۔ اور چونکہ وُہ اپنی کمائی کا اجر براہ راست کارخانہ عالم کی پیداوار سے حاصل کرتا ہے جس میں بادل، ہوا، زمین، سورج، تارے اور ایک طرح سب مخلوق ہی اس کی مدد کرتی ہے۔ اس لئے وہ اپنی کمائی کو محض فضل الٰہی سمجھتا۔ اور اللہ کی راہ کی قربانیوں میں سب سے زیادہ آگے بڑھنے کے لئے طیار رہتا ہے۔

چونکہ اس دفعہ انہی ایام میں عید الاضحیٰ بھی واقعہ ہوئی ہے۔ جو مسلمانوں کو ایک خاص قربانی یاد دلاتی ہے۔ اس لئے زمیندار احباب کے دلمیں خدمتِ دین کا خیال اور بھی زیادہ جوش میں آنا چاہیئے۔ ہم احمدیوں کی خدمت و قربانی براہ راست اللہ تعالےٰ کی طرف سے آئے ہوئے مامور کی ہدایات اور اُس کے خلیفہ کی نگرانی میں ہوتی ہے۔ اس لئے احمدی زمینداروں پر معین اور مقرر فرض ہے۔ کہ وُہ خدمتِ سلسلہ کیلئے حصّہ ادا کریں۔ ان کو یاد دہانی کی تحریک کرتے ہیں اُن کے پاس بھی موجود ...

313

وحدتِ نسلِ انسانی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا کیا؟

(از جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کل دنیا کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام کے صفات و اخلاق کے نہ صرف جامع بلکہ متمم تھے۔ پہلے اور آخری نبی ہیں۔ جنہوں نے نسلِ انسانی کی وحدت کا نقش دنیا میں پیش کیا۔ اس کی ایک فطری اور طبعی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل توحید کے مبلغ ہو کر آئے۔ توحید باری کی جس حقیقت کو آپ نے دنیا پر منکشف فرمایا۔ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ توحید باری کی کامل تبلیغ ناتمام رہ جاتی۔ اور اس کا ظہور ناقص اور ادھورا ہوتا۔ اگر آپ وحدت نسل انسانی کے واعظ نہ ہوتے۔

میں نے ہمیشہ محسوس کیا ہے۔ کہ جب بھی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات پر کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ تو نہایت لطیف اور بصیرت افروز مضامین کا ایک سلسلہ قلب پر اترنے لگتا ہے۔ اب اس وقت بھی میں دیکھتا ہوں۔ کہ وحدت نسل انسانی کا مضمون بجائے خود بہت وسعت چاہتا ہے۔ اور میں اس مضمون پر سیر کن بحث نہیں کر سکتا۔

اتحادِ نسلِ انسانی کا کامل واعظ

مختصر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں کامل توحید کے واعظ تھے۔ اور اسی لئے آپ نسلِ انسانی کے اتحاد اور تمام دنیا کو ایک مرکز پر جمع کرنے کے مُبشّر تھے۔ اس کے لئے قرآن مجید نے جو راہ اختیار کی ہے وہ نہایت دل آویز ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کا تخیل رب العالمین کی صفت کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی رب العالمین کے مظہر اتم کی شان رحمۃ للعالمین کی صورت میں نمایاں کرتا ہے۔ انسان اگر سیدار دل کے ساتھ قرآن مجید کو پڑھے۔ تو اسے معلوم ہو کہ معرفت الٰہی کا وہ انتہائی مقام جہاں ہر قسم کے ظلماتی حجاب اٹھ جاتے ہیں۔ اور بے اختیار ہو کر انسان وَاٰخِرُ دَعْوٰىنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہہ اٹھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ابتدائی منزل ہے۔ جب کہ قرآن مجید کے شروع میں ہم الحمد للہ رب العالمین کو پاتے ہیں۔

وحدتِ نسلِ انسانی کی بنیاد

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نسل انسانی کی طرف مبعوث ہو کر ان تمام اسباب تفرقہ کو فنا کر دیا۔ جن میں اس وقت بھی دنیا مبتلا تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت بھی ایک ظہور اسی مصیبت اور لعنت کا ہونے والا تھا۔ حضور نے ایک ایسا صُورِ اتحاد پھونکا جس نے نسل و رنگ کے تمام تعصبات کو دور کر دیا۔ آپ نے یہ کہہ کر کہ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ وحدتِ نسلِ انسانی کی بنیاد رکھ دی۔ انہیں مختلف قبائل و اقوام اور رنگ نسل کی وجہ سے جو نسلی تعصبات پیدا ہوتے تھے۔ انہیں یہ کہہ کر مٹا دیا۔ وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ تمہاری اقوام و قبائل محض ذریعہ شناخت ہیں۔ باعث فخر و ناز نہیں۔ بلکہ موجب اکرام بھی نہیں۔ اس لئے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ خدا کی نظر میں قومیت باعث امتیاز نہیں۔ بلکہ حقیقی شرف و اکرام تو متقی کا ہوتا ہے۔ اس طرح پر آپ کی بعثت چونکہ نسل انسانی کے لئے تھی۔ اس لئے نسل انسانی کے اتحاد کے لئے آپ کی تعلیم اور عمل نے بے نظیر کام کیا۔ اور آج دشمن سے دشمن بھی مساوات اسلامی کی تعریف کرنے پر مجبور ہے۔

اتحادِ مذاہب اور حضرت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس دعویٰ کے ساتھ کھڑے ہوئے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز اور آپ کی بعثت ثانی مہدی کے رنگ میں ہے۔ اس لئے آپ نے اتحاد مذاہب کی شان کو پورا کیا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلا کام آپ نے تمام مذاہب کو ایسے مرکز پر جمع کرنے کی دعوت دی۔ جہاں تعصب اور تنفر دور ہو جائے۔ اتحاد مذاہب کے لئے آپ کی جو شان نمایاں ہے۔ وہ ایک اندرونی پہلو اور دوسری بیرونی۔ بیرونی مذاہب جو اسلام کے دشمن اور مقابل کھڑے تھے۔ انکی معاندانہ مساعی اور مخالفانہ حملوں کو روکنے کے لئے اور مرکز وحدت پر قائم کرنے کے لئے چند اصولی باتیں آپ نے پیش کیں۔ اور جو دراصل قرآن مجید کی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کا احیاء تھا۔

پہلی بات

ان میں سے پہلی بات یہ تھی۔ کہ آپ نے اس اسلامی اصل کا احیاء فرمایا کہ تمام ملکوں اور قوموں میں خدا تعالےٰ کے نبیوں کی بعثت ہوئی ہے۔ اور جن بزرگوں کی اتباع کی دعویدار قومیں مدعی ہیں۔ وہ خدا رسیدہ اور اس کے برگزیدہ بندے تھے۔ جو اپنے وقت میں اصلاح خلق کے لئے مبعوث کئے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ جو اسلام کو اپنا مدمقابل اور حریف یقین کرتے تھے کم از کم اس سطح پر آ گئے۔ کہ اسے اپنے طعن کے مقام پر سمجھیں۔ میں اس غلط فہمی کو رفع کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں شریف النفس اور سنجیدہ طبقہ کا ذکر کر رہا ہوں۔

دوسری بات

اسی سلسلہ میں آپ نے یہ پیش کی۔ کہ مذہب کی اس جنگ کو صلح اور امن سے تبدیل کرنے کا ایک آسان طریق یہ ہے۔ کہ کوئی شخص اپنے مقابل مذہب کے بزرگ کی ذات پر حملہ نہ کرے اور نہ ایسا اعتراض کرے جو خود اس کی اپنی مسلمہ کتاب یا ہادی مذہب پر پڑ سکتا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا۔ کہ کوئی اعتراض مسلمہ کتب سے باہر نہ ہو۔ اس اصل نے بے اصول جنگ کو مسدود کر دیا۔

تیسری بات

آپ نے یہ پیش کی۔ کہ کوئی شخص اپنے دعوےٰ کو اور اس کے دلائل کو اپنی خیالی اور تراشیدہ باتوں کے رنگ میں پیش نہ کرے۔ بلکہ اس کا فرض ہوگا۔ کہ دعویٰ اور دلائل اپنی ہی مسلمہ کتب سے پیش کرے۔ اس اصل نے میدان میں کھڑے رہنے والوں کے حلقہ کو بہت ہی تنگ کر دیا۔ اور آئے دن نقار و نفرت بڑھنے کے سامانوں کو روک دیا۔

چوتھی بات

جو نہایت اہم اور ضروری تھی۔ یہ پیش کی کہ ہر ایک اہل مذہب اس زمانہ کے لئے اپنے کسی اوتار اور موعود کا منتظر ہے۔ اور وہ میں ہوں۔ اور اس کا ثبوت تم اسی معیار پر مجھ سے لو۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والوں کیلئے مقرر ہے۔ دعاؤں کی قبولیت۔ تائیدات سماوی کی شہادت اور خوارق کا ظہور۔ جس طرح پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرکزِ وجود پر نسل انسانی کو جمع کرنے کا اعلان فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام نے آپ کی غلامی کی چادر کے نیچے آپ کے اس اعجاز کو زندہ ہو کے دکھا دیا۔ کہ نسل انسانی کے اتحاد کے جس مرکز کو مختلف مذاہب توڑنا چاہتے تھے۔ وہ مسیح موعودؑ کے وجود میں پھر آپ کی قوتِ قدسی سے قائم کیا گیا ہے۔

مسیح موعودؑ کا لوائے صلح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ صور قیامت پھونکا۔ کہ آپکو خدا تعالیٰ نے اس صدی کے سر پر وعدہ کے موافق مبعوث فرمایا۔ تو ہر طرف سے تیغ و سنان لیکر لوگ کھڑے ہو گئے۔ مگر آپؑ نے اپنی تعلیم اور عمل کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت رحمۃ للعالمین کا مظاہرہ کیا۔ اور صلح کا سفید جھنڈا کھڑا کر کے کہہ دیا ؎

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اس جنگ کو ختم کرنے کے لئے آپ نے متذکرہ بالا تعمیری پروگرام دنیا کے سامنے رکھ دیا۔ اور واقعات اس کی تائید کرتے ہیں کہ اس اعلان نے دنیا کے مذاہب کی جنگ کا نقشہ بدلنے میں اس سے بڑھ کر کام کیا۔ جو یورپ کا نقشہ تبدیل کرنے میں حرب عظیم نے کیا۔ اس لئے کہ یہ تبدیلی قوت دلائل اور تائیدات سماوی سے ہوئی۔ اور یورپ کا نقشہ حرب و ضرب کی قوتوں کے مظاہرہ اور توپ و تفنگ کے کارناموں سے ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔ آدم دنیا میں آیا۔ کہ وہ نسل انسانی کو وحدت سے کثرت کی طرف لے جائے۔ اور آدم ثانی یعنی مسیح موعودؑ آیا۔ کہ وہ اسے کثرت سے وحدت کی طرف لائے۔ اور آدم اول کے ذریعہ جو تفرقہ اور اختلاف نسل و رنگ۔ شعوب و قبائل۔

کیوجہ سے ہوگیا تھا۔ اور اس کے نتیجہ میں مختلف قسم کے اختلافات باہمی تباغض دتنافر اور تباعد پیدا ہوتا چلاگیا تھا مسیح موعود آیا۔ تا کہ انہیں پھر وحدت انسانی پر قائم کرے۔ اور اس قسم کے تعصبات اور تنفر کو دور کر دے ۔

بس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا لوائے صلح بلند کیا۔ اور خدا تعالیٰ نے حالات عصری اور اکتشافات علمی کے ذریعہ آپکے اس منصب اور دعویٰ کی تصدیق و تائید کی کیونکہ وہ تمام سامان جو اس زمانہ میں دنیا کو ایک شہر بنا دیتے ہیں۔ پیدا ہوگئے ہیں اور پہلے نہیں ہوئے ؟ اور کیوں تبلیغ و اشاعت کی آسانیاں۔ سفر وحیات کے راستے جو اب کھلے ہیں پہلے میسر نہ تھے ؟ اسی لئے کہ یہ آنیوالے کے دعویٰ کی سماوی تائید آت کا ایک نشان ہوں۔

حرب اندرونی کی آگ بجھادیگئی

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے۔ یہ بیرونی مذاہب کی یورش کی اصلاح تھی۔ خود مسلمانوں کے اندر ایک خطرناک مستقل اور دائمی جنگ جاری تھی ٹھیک اسی طرح جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب ایک خطرناک خانہ جنگی میں مبتلا تھا۔ عربوں کی جنگ جاہلیت کی تاریخ پڑھنے والوں سے مخفی نہیں۔ اور نہایت ادنیٰ اور غیر ضروری امور پر ہوتی تھی۔ اور سالہا سال تک اس کا سلسلہ چلتا۔ کسی کی موت بھی اس کو ختم نہ کر سکتی تھی بلکہ وہ ایک نیا شعلہ پیدا کرتی تھی۔ انتقامی قوتوں کا خطرناک مظاہرہ ہوتا تھا۔ اسی طرح اس عہد مہدویت کے آغاز سے پہلے مسلمان ایک خطرناک جنگ میں مبتلا تھا میں اس کی تفصیلی داستان میں جانا نہیں چاہتا مگر اتنا ضرور کہوں گا۔ کہ وہابیوں کے خروج نے جو حالت ملک میں پیدا کردی تھی۔ وہ کل کی بات ہے مختلف مقامات پر فساد ہوئے۔ عدالتوں میں مقدمہ بازی ہوئی۔ اور آج بھی اس کی یاد زندہ رکھنے کے لئے فتوحات اہلحدیث وغیرہ ناموں سے وہ کتابیں شائع کی جاتی ہیں جن میں ان فتوحات کے فیصلے درج ہیں۔ آمین اور رفع الیدین کے جھگڑوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا

ایک مرکز پر جمع ہونیکا نظارہ

میرا آغاز جوانی میں تھا۔ لاہور کی ایک مسجد میں پشاور کے ایک مخلص معزز مسلمان حافظ محمد مرحوم کو میں نے بارہا پٹتے دیکھا۔ اسے جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا خیال تھا۔ اور اہل مسجد اس کی جوتوں سے مرمت کرنے پر مُصِر تھے۔ یہ جنگ ایک اچھے خاصے وقت تک جاری رہی۔ بالآخر خدا تعالیٰ کی مشیت اس مخلص کو مسیح موعود علیہ السلام کے دامن میں لے آئی۔ اور اسنے یہاں آکر دیکھا۔ کہ مختلف فرقوں کے لوگ ایک ہی صف میں نماز پڑھ رہے ہیں نہ آمین پر جھگڑا ہے۔ نہ رفع الیدین کا سوال ہے۔ نہ جوتے پہن کر نماز پڑھنے پر تشدد ہے۔ اور نہ کسی اور قسم کا جھگڑا اور اختلاف ہے۔ بلکہ یہ سب اپنے اپنے رنگ رکھتے ہوئے بھی خدا کی رضا کے طالب ہوکر ایک مرکز پر جمع ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل میں ایک دلیل یہ بھی اگر پیش کی جائے۔ اور آپکا یہی کارنامہ دنیائے اسلام کے سامنے رکھدیا جائے۔ اور اس زمانہ کے قوم پرستوں کی جماعت سے پوچھا جائے۔ تو وہ بے اختیار ہوکر کہہ دیں گے۔ کہ بیشک وہ بہت بڑا ریفارمر اور پیغمبر ہے۔

ان اختلافات کے مٹانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کوئی وعظ خاص نہیں کیا۔ کوئی سکیم تجویز نہیں کی۔ اس عہد کے دیکھنے والے ابھی موجود ہیں۔ وہ اس خدائی مجلس کی یاد سے آج بھی بے قرار ہو جاتے ہیں۔ کہ وہ خدا کا پیارا مجلس میں بیٹھتا ہے۔ اور اپنے ماننے والوں کے سامنے ایک ایسا عظیم الشان مقصد رکھ دیتا ہے۔ کہ باہمی اختلافات خود بخود مٹ جاتے ہیں۔ اور وہ مقصد خدا کی رضا اور اسلام کا احیاء تھا۔

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ زیادہ نہیں ۱۸۷۵ء سے لیکر ۱۸۹۰ء تک کی تاریخ پر ایک نظر کرو۔ اور پھر ۱۸۹۰ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک دیکھو کہ مسلمانوں کے اندرونی اختلافات کو مسیح موعودؑ نے کس طرح مٹا دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کی اس خانہ جنگی کی فضا کو بدل دینے میں بہت بڑی قربانی کی ہے۔ اور یہ قربانی آپؑ کی صداقت کی ایک اور بڑی دلیل ہے۔ مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع تھی۔ اور خطرناک حالت تک پہنچ چکی تھی۔ آپ نے خدا سے وحی پاکر مبعوث ہونے کا دعویٰ کیا۔ اب قدرتی طور پر لڑائی کا رخ بدل گیا۔ یہ جنگ جن فرقوں کے درمیان ہو رہی تھی۔ وہ آپس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کیلئے اکٹھے ہوگئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب کتاب فتح اسلام لکھی۔ تو اس میں ایک فقرہ لکھا (میں اپنے الفاظ میں لکھ رہا ہوں)۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ آپکے وجود نے مسلمانوں کے دوسرے فرقوں میں مصالحت کرادی۔ مگر مسیح نے اپنے وجود کو ان کے تمام مشترک حملوں کا نشانہ بنا کر کرادی۔ اس لحاظ سے یہ قربانی ایک حیرت ناک قربانی ہے۔ میں عقیدت اور ارادت کی آنکھ سے اسے نہیں دیکھ رہا ہوں۔ بلکہ ایک رشینلسٹ کی آنکھ سے دیکھتا ہوں۔ مصائب کے جس لمبے سلسلہ سے آپکو گزرنا پڑا۔ قوم کی طرف سے جن تیروں کا ہدف آپکو ہونا پڑا۔ وہ رنج والم کی ایک خونی داستان ہے۔ اور وہ خون کی سیاہی سے لکھی گئی ہے۔ نادان معترض صد حسین است در گریبانم سن کر بھڑک اٹھتا ہے۔ وہ حقیقت سے بے خبر ہے۔ مگر دیکھنے والے جانتے ہیں۔ اور ایک بصیرت اور کامل شعور کے ساتھ جانتے ہیں کہ یہ حقیقت ہے۔ میں بلا خوف لومۃ لائم اور سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لئے اپنے سینہ میں محبت و احترام کے پورے جذبات رکھنے کے باوجود یہ کہنے میں مضائقہ نہیں کرتا۔ کہ ایک پہلو سے شہید کربلا کی قربانی سے یہ قربانی بہت بڑی ہے۔ حضرت سید الشہداء کے مصائب کا زمانہ آنا فانا تھا۔ اس کی بڑی سے بڑی میعاد دنوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن مسیح موعودؑ کے لئے جو کربلا تیار کی گئی۔ اس کا زمانہ پچیس برس سے اوپر جاتا ہے۔ اور اس کی مشیت کے سالوں کی تعداد بھی بیس برس سے کم نہیں ایک تیر یا تلوار سے شہید کر دینا مصیبت کے وقت کو ختم کر دیتا ہے۔ مگر ہر آن نئے ستم نہیں نہیں جان ستاں مظالم میں قدم آگے بڑھانا۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کی شان تھی۔ اور اس حالت میں بھی

> اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار ، کاخر کنند دعویٰ حب پیمبرم

پکارنا آپکی شان بعثت کو بلند کرتا ہے۔

غرض اندرونی امن قائم کرنے کے لئے آپنے بہت بڑی قربانی کی جس میں اپنی جماعت کے افراد کی جانیں۔ ان کے اموال۔ انکی عزتیں سب کچھ قربان کرنا پڑا۔ مگر اس کی پرواہ نہ کی۔ کیونکہ آپ اس لئے کھڑے ہوئے تھے۔ کہ لوگوں کو دین واحد پر جمع کریں۔

مسیح موعودؑ کی قربانی کا نتیجہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قربانیوں کا سلسلہ بہت وسیع اور شاندار ہے۔ اس مختصر مضمون میں میں بحث نہیں کر سکتا۔ یہ ایک پہلو میں نے دکھایا ہے۔ جو آپکی سچائی کے لئے ایک زبردست دلیل ہے۔ اس قربانی نے کیا پیدا کیا؟ دو باتیں اس کا نتیجہ ہیں۔ مسلمانوں کی اندرونی جنگ ختم ہوگئی۔ اور آج تو یہ بیج اسقدر نشوونما پا چکا ہے۔ کہ وہ ایک رفیع الشان درخت بن گیا ہے۔ اور باوجود اپنی مختلف شاخوں کے ایک شاندار چیز ہے۔ ایک وہ وقت تھا۔ کہ آپس میں ادنیٰ اور جزئی فروعات پر لڑتے جھگڑتے تھے۔ آج سب اکٹھے ہیں اور ایک آواز بلند ہو رہی ہے۔ کہ متحد ہو جاؤ۔ اس غرض کے لئے کہیں نظام المسلمین۔ اصلاح المسلمین۔ اتحاد المسلمین وغیرہ ناموں سے مختلف انجمنیں قائم ہوتی ہیں۔ اور کہیں اس پر زور دیا جاتا ہے۔ کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں۔ اور کہیں تنظیم کے لئے باقاعدہ مجالس کا انتظام ہو رہا ہے۔ غور کرو۔ کہ یہ ساری چیزیں کس تخم کی پیدائش ہیں۔ اور کن بنیادوں پر یہ عمارتیں اٹھائی جا رہی ہیں۔

پس پہلا نتیجہ تو یہ ہوا۔ کہ مسلمانوں کی باہمی جنگ ختم ہوگئی۔ خود سلسلہ احمدیہ کے خلاف جو جوش تعصب و تنفر تھا۔ اس کی رَو بھی بہت کم ہوگئی۔ اب اتحاد باہمی کے مقاصد نے ان لوگوں کے اندر جو احمدیوں کے ساتھ ایک جہت کے نیچے جمع نہ ہو سکتے تھے۔ یہ تحریک عملاً پیدا کردی ہے کہ یہ خیال غلط تھا۔ مفاد اسلام اور اتحاد اسلام کے لئے ہم ایک ہیں۔ یہ وہ روح اتحاد تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کی۔ اور آج جس جس رنگ میں نشوونما پیدا کر دیا ہے۔

دوسری بات جو اس کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔ وہ اسلام کے لئے غیرت اور اس کی اشاعت اور حفاظت کے لئے ایک جوش کا پیدا ہونا ہے۔ میں احمدی جماعت کا ذکر نہیں کر رہا ہوں۔ یہ تو جماعت خدا تعالیٰ نے اسی مقصود اور منشاء کے لئے کھڑی کی ہے۔ میں دوسروں کا ذکر کر رہا ہوں۔ وہ جو آپس میں لڑتے تھے۔ اب تبلیغ اسلام کے کاموں کے لئے میدان میں آرہے ہیں۔ اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام کے ناموں سے انجمنوں کا قائم ہونا۔ اور اس مقصد و غرض کے لئے مختلف اداروں کا قائم کرنا یہ کیسے پیدا ہوا۔ اس کی تاریخ پر بھی غور کرو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسی روح کا ظہور نظر آئیگا۔ جو آپ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

تمدن اسلام

اسلام میں غلاموں سے سلوک

اسلام نے غلاموں کے متعلق جو احکام دیئے۔ ان کو بزرگان مسلمانوں کے عمل کو مد نظر رکھتے ہوئے جو اسلام کی صحیح تعلیم سے واقف تھے غلاموں کی زندگی موجودہ زمانہ کے آزاد مگر دوسروں کے دست نگر لوگوں کے لئے بھی قابل رشک نظر آتی ہے۔ غلاموں سے زیادہ مشقت کا کام لینا روا نہ تھا کسی قسم کی سختی اور درشتی نہ کی جا سکتی تھی۔ اور اگر کوئی تکلیف دہ کام کرنا پڑے۔ تو آقا کا فرض ہوتا۔ کہ اس میں غلام کی مدد کرے۔ اس طرح غلام نہایت آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے۔ کام کاج کے لحاظ سے انہیں کوئی غیر معمولی اور ناقابل برداشت مشقت نہ اٹھانی پڑتی تھی۔ اس کے عوض ان کی زندگی کے تمام بوجھ آقا کے ذمہ ہوتے۔ اور وہ اپنے مرنے جینے اور کھانے پینے اور حفاظت وغیرہ کی تمام الجھنوں سے آزاد اور بے فکر ہوتے۔ اگر وہ بیمار ہوتے۔ تو آقا کا فرض ہوتا۔ کہ ان کی تیمارداری کرے اور مرنے کے بعد تجہیز و تکفین اس کے سپرد ہوتی۔ غلاموں کے لئے ایسی مراعات۔ اور حسن سلوک کو دیکھ کر ہی اشد سے اشد معاند بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور نظر آتے ہیں۔ کہ اسلام میں غلام خاندان کا ایک فرد سمجھا جاتا تھا جس کے ساتھ محبت و شفقت کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ اس مضمون کی قسط اول میں انسائیکلو پیڈیا کے حوالہ سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

غلاموں کے متعلق اسلام کی بہترین تعلیم نے اس وقت بھی کئی ایک غلاموں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ جبکہ آزاد اور کافی اثر و رسوخ رکھنے والے لوگ بھی اسلام قبول کرنے کی وجہ سے نہایت خطرناک اور غیر معمولی تکالیف اور مصائب کے ہدف بنائے جاتے۔ اور آرام کی زندگی بسر کرنا ان کے لئے محال تھا۔ اور ایسا نمونہ موجود ہے۔ کہ غلام نے آزاد ہونے کے بعد اپنے وطن اپنی جائداد اور اپنے عزیز و اقارب پر غلامی کو ترجیح دی۔ چنانچہ حضرت زید بن حارثہ کا واقعہ ایک مشہور واقعہ ہے۔ ان کے اقربا کو جب معلوم ہوا۔ کہ وہ مکہ میں ہیں۔ تو والد اور چچا لینے کے لئے آئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی آزادی کے طلبگار ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ میری طرف سے آزاد ہے۔ جہاں چاہے رہے۔ مگر زید نے اس آزادی پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو ترجیح دی۔ اور والد کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ والدین کی محبت اور الفت دنیا میں سب رشتوں سے زیادہ مستحکم اور مضبوط سمجھی جاتی ہے۔ مگر زید نے آزاد ہو کر اس سے لطف اندوز ہونے کے مقابلہ میں غلامی کو بہت زیادہ پسند کیا۔

اگر غور کیا جائے۔ تو مسلمانوں کے غلاموں کی زندگی موجودہ زمانہ کے ملازمت پیشہ لوگوں سے بھی بہتر تھی۔ جس طرح ملازم کو ایک مقررہ وقت کے لئے مفروضہ فرائض کی سرانجام دہی کرنی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک غلام کو بھی ایک مقررہ وقت کے لئے بعض خدمات بجا لانی پڑتی تھیں۔ جو بقول مصنف انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیادہ تر خانگی نوعیت رکھتی تھیں۔ اور اس وقت کے بعد اگر کوئی زیادہ محنت کر سکے۔ تو اس کے اجر کا مالک وہ خود ہوتا تھا جس سے اپنی ذات کو فائدہ پہنچا سکتا تھا۔ اگر یہ صورت نہ ہوتی۔ اور غلام خواہ کتنی بھی محنت کرے۔ اس سے خود کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتا۔ تو غلام کو مکاتبت کا حق دینے کے کوئی معنے نہیں ہو سکتے۔ مکاتبت کی بعینہ وہی صورت ہے۔ جس طرح آجکل کے مزدور پیشہ لوگ مقررہ وقت کے بعد اگر ان سے کام لیا جائے۔ تو اوور ٹائم کے مستحق سمجھتے ہیں۔ بلکہ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ کہ اپنی ڈیوٹی سے فارغ ہونے کے بعد ملازم کے رنج و غم سے اس کے آقا کو کوئی سروکار نہیں۔ خواہ وہ مرے یا جیئے۔ بحالیکہ غلام کی ہر طرح کی خور و پرداخت اور تجہیز و تکفین آقا کے ذمہ واجب ہے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ اس وقت کے غلام موجودہ زمانہ کے جو کہ تہذیب و تمدن کے کمال کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ آزاد ملازموں سے بہتر تھے۔

غلاموں کے متعلق خود عیسائی مصنف معترف ہیں۔ کہ وہ خاندان کے افراد سمجھے جاتے تھے۔ اور یہ اس زمانہ کی بات ہے۔ جسے جہالت و تاریکی کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ مگر موجودہ مہذب و متمدن زمانہ میں دنیا کی مہذب و متمدن ترین یورپین اقوام اپنے غلاموں سے نہیں۔ مگر عارضی ملازموں بلکہ مزدوروں سے جو وحشیانہ سلوک کرتی ہیں۔ ان کی مثالیں آئے دن اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔ بوٹ کی ٹھوکر سے غریب مزدور کو ہلاک کر دینے کے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر حال میں ایک واقعہ مدراس میں ہوا ہے۔ کہ ایک یورپین سیاح نے ایک ہندوستانی مزدور کو محض اس وجہ سے کہ وہ اس کے اندازہ سے زیادہ مزدوری کا طالب تھا۔ گولی سے ہلاک کر دیا۔ ان واقعات سے بخوبی ظاہر ہو سکتا ہے۔ کہ اس وقت بھی تہذیب و تمدن کے علمبرداروں کے دلوں میں اپنے جیسے انسانوں کے لئے کس قدر تنفر اور حقارت کے جذبات موجود ہیں۔ مگر مسلمانوں کے غلاموں کی یہ حالت تھی۔ کہ لکھا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص اپنے غلام کو مار رہا تھا۔ کہ پیچھے سے آواز آئی۔ تمہیں جس قدر اختیار اس غلام پر ہے۔ خدا کو اس سے بہت زیادہ تم پر ہے۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے۔ اس بات کا اس پر اتنا اثر ہوا۔ کہ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ میں نے اس غلام کو آزاد کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم ایسا نہ کرتے۔ تو تم کو دوزخ کی آگ چھوتی۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت ابوذر نے اپنے غلام کو برا بھلا کہا۔ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی۔ آپ نے ابوذر کو سخت تنبیہ فرمائی۔ ایک صحابی کے یہ دریافت کرنے پر کہ اگر غلام قصور کرے۔ تو کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ ہر روز ستر بار اپنے غلاموں کا قصور معاف کیا کرو۔ اسی طرح ایک دفعہ آپ نے دیکھا۔ کہ ایک آدمی سوار ہے۔ اور غلام پیچھے بھاگا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اسے بھی پیچھے بٹھا لو۔ کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ اور اس کی روح بھی تمہاری روح کی طرح ہی ہے۔

حیرت ہے۔ کہ ایسے تمام تاریخی واقعات کو نظر انداز کر کے آج عیسائی دنیا اسلام پر تو یہ اعتراض کرتی ہے۔ کہ اس نے غلامی کو قائم کیا۔ اور اپنی طرف مساوات انسانی کو جاری کرنے اور غلامی کی ظالمانہ رسم کے قلع قمع کو منسوب کر رہی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ اسلام نے آج سے تیرہ سو سال قبل عملاً جس مساوات انسانی کا ثبوت دیا۔ یورپ باوجود ادعائے حریت و جمہوریت ابھی تک اپنے اندر اس خیال اور جذبہ کو پیدا کرنے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔

کہا جاتا ہے۔ کہ غلامی کو مٹانے میں یورپ نے بہت نمایاں حصہ لیا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ یورپ ابھی تک غلامی کو ترک کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ کسی شخص سے اپنے حسب منشا کام لینے اور اس کے افعال کو اپنی مرضی و منشاء کے تابع رکھنے کا نام غلامی نہیں۔ یہ صورت کم و بیش جاری رہنا ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر نظام عالم کا چلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ موجودہ ملازمتیں اور مزدوریاں بھی دراصل اسی اصل کے ماتحت چل رہی ہیں۔ ایک ملازم اور مزدور کو اپنے آقا کے حسب منشاء اپنی زندگی کے اکثر اوقات صرف کرنے پڑتے ہیں۔ غلامی کی بیخ کنی کے معنے یہ ہیں۔ کہ انسانی مساوات قائم کی جائے۔ ایک انسان دوسرے کو اپنے جیسا ہی سمجھے اور اس کے غریب یا کمزور ہونے کی وجہ سے اسے حقارت اور نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھے۔ کیونکہ یہ سپرٹ انسانی شرف و مجد کے منافی ہے۔ اور اس کی موجودگی میں انسانیت کا نشوونما اور ارتقاء محال ہے۔ جو قوم دوسری کو حقیر اور ذلیل خیال کریگی۔ وہ لازماً تمام ترقیات اور فوائد کی حقدار اپنے آپ کو ہی یقین کریگی۔ اور دوسروں کو ترقی اور ارتقاء کے تمام ذرائع سے محروم رکھنے کی کوشش کریگی۔ غلامی کو مٹانے کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس سپرٹ کو کچل دیا جائے۔ مگر جو لوگ حالات زمانہ سے آگاہ ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ نسلی تعصب اور امتیاز رنگ و خون یورپ میں اس وقت

بک انتہائی صورت میں موجود ہے۔ ان اقوام سے تعلق رکھنے والے افراد کو جنہیں اہل یورپ "رنگدار" کہتے ہیں۔ خواہ وہ کتنے تعلیم ترقی یافتہ اور مشاہیر عالم میں سے ہوں۔ یورپ کے ہوٹلوں میں ٹھہرنے نہیں دیا جاتا۔ یورپین مہمان اسے اپنی ہتک اور تحقیر سمجھتے ہیں۔ کہ اسی جگہ جہاں وہ ٹھہرتے ہیں۔ "رنگدار" لوگ آکر رہائش اختیار کریں اور یہ صورت اس قدر شدت اختیار کر چکی ہے۔ اور اس کے نتائج اس قدر نمایاں طور پر محسوس کئے جا رہے ہیں۔ کہ ابھی چند روز ہوئے۔ انگلستان کی پارلیمنٹ میں یہ تحریک کی گئی۔ کہ "رنگدار" اقوام سے تعلق رکھنے والے افراد کے ساتھ ایسے غیر مہذب اور ذلیل کن سلوک کو بذریعہ قانون روکا جائے۔ کیونکہ اس سے نسلی تنافر کا بڑھنا لازمی ہے۔ مگر دنیا کو تہذیب سکھانے اور اسی بہانہ دوسرے ممالک پر تسلط و اقتدار جمانے والوں کے نمائندوں نے اس خلاف انسانیت فعل کے انسداد کے لئے کسی قسم کی قانونی کارروائی کرنے سے انکار کر دیا۔

اب اس حالت کو سامنے رکھئے۔ اور دوسری طرف یہ دیکھئے۔ کہ حضرت رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاندان قریش جیسے عالی نسب اور معزز گھرانے اور اپنی سگی پھوپھی کی لڑکی حضرت زینب کو اپنے ایک آزاد کردہ غلام حضرت زید کے ساتھ بیاہ دیا۔ اور اس طرح دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ دراصل مساوات انسانی کو قائم کرنے میں آپ کی مثال کہیں نہیں مل سکتی اس کے علاوہ ایک لشکر کا جرنیل اور سپہ سالار ایک غلام زادہ اسامہ بن زید کو مقرر فرمایا۔ اور بڑے بڑے عالی خاندانوں کے چشم و چراغ اور دینی و دنیوی لحاظ سے فضیلت رکھنے والے صحابہ کرام کو اس کے زیر فرمان کیا۔ اسی تعلیم کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ عہد اسلامی میں غلاموں نے اس قدر ترقی کی۔ کہ تاج و تخت کے مالک بن گئے چنانچہ ہندوستان کے اسلامی فرمانرواؤں کی فہرست میں خاندان غلامان کو خاص مرتبہ حاصل ہے۔ اسی طرح مصر میں بھی غلاموں کی حکومت رہ چکی ہے۔

مُفت اشاعت فنڈ

بعض ایسے مقامات ہیں جہاں تبلیغی لحاظ سے الفضل کا اجراء نہایت ضروری ہوتا ہے۔ مگر ہم بوجہ گنجائش نہ ہونے کے الفضل مفت جاری نہیں کر سکتے بعض ایسے دوست ہیں۔ کہ وہ تنہا ہی احمدی ہیں۔ اور تعلیم و تربیت اشاعت وغیرہ کیلئے الفضل کی سخت ضرورت ہوتی ہے مگر وہ بوجہ ناداری الفضل قیمت نہیں دے سکتے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ غرباء فنڈ کیطرف احباب کو توجہ دلائی جائے جس کے لئے کسی خاص جد و جہد کی ضرورت نہیں۔ صرف ذرا توجہ درکار ہے۔ کہ احباب کرام و دوست شادی بیاہ اور ترقی کے موقعہ پر کچھ رقم غرباء فنڈ کے لئے الفضل کو بھیج کر ثواب دارین حاصل کیا کریں۔

نظارتوں کے اعلانات

احمدیہ ڈائرکٹری کے متعلق اعلان

مجلس مشاورت ۱۹۳۱ء میں یہ تجویز پاس ہوئی ہے۔ کہ تمام احمدی تاجروں۔ صناعوں۔ اور دیگر آزاد پیشہ لوگوں کے باہمی تعاون کے لئے ایک ڈائرکٹری مرتب کی جائے۔ اس ڈائرکٹری میں تمام ایسے لوگوں کو بلحاظ حیثیت کے جمع کیا جائے۔ اس لئے تمام احمدی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان سے التماس ہے۔ کہ وہ بہت جلدی اپنے اپنے علاقہ کے تمام احمدی تجار۔ صناع۔ وکلاء۔ ڈاکٹر انجنیئر اور ایسے لوگوں کے نام جو کہ کسی رنگ میں بھی بیکار لوگوں کو مفید مشورہ دے سکیں۔ مکمل پتے خوشخط لکھ کر دفتر ھذا میں ارسال کر دیں۔ تاکہ جلد سے جلد اس کتاب کو شائع کیا جا سکے۔ نیز اگر کوئی صاحب اس کتاب میں اپنا اشتہار دینا چاہئیں۔ تو وہ اس بارہ میں دفتر امور عامہ سے خط و کتابت کریں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے مجاہدین کی ضرورت

ہماری تبلیغی ضروریات اب بفضل تعالیٰ اس قدر وسیع ہو رہی ہیں۔ کہ جن کو پورا کرنے کے لئے نظارت دعوۃ و تبلیغ کے مبلغین کی تعداد بالکل ناکافی ثابت ہو رہی ہے۔ اور اب وقت آگیا ہے۔ کہ ہم ہر ایک احمدی سے تبلیغ احمدیت کا کام لیں۔ مجھے معلوم ہے کہ احمدیہ جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے احباب کی کمی نہیں ہے۔ جو مجمع عام میں نہایت عمدگی کے ساتھ اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتے ہیں۔ اور مجھے اب ایسے احباب کی اشد ضرورت ہے۔ پس جو احباب مناظروں اور پبلک جلسوں میں تقریر کر سکتے ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آگے بڑھیں۔ اور اپنے نام پیش کریں۔ میں ان کے سامنے ایک تبلیغی سکیم رکھنا چاہتا ہوں جس کی اجازت میں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے حاصل کر لی ہے۔ اس ضرورت کے لئے احباب اپنا نام پیش کرتے ہوئے یہ ضرور اطلاع دیں۔ کہ ان میں عربی اور علم دینیات کی کہاں تک استعداد ہے اور آیا غیر احمدی علماء یا غیر مسلم لیکچراروں سے مناظرہ کر سکتے ہیں۔ اگر کر سکتے ہیں۔ تو کس فرقہ سے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ)

موصیوں کے لئے ہدایات

(۱) ۱۹۲۸ء سے پہلے کے جس قدر موصی ہیں۔ وہ سب اپنی اپنی بیعت کے متعلق لکھیں۔ کہ ان کی بیعت کس تاریخ اور کس سنہ کی ہے۔

(۲) جو نعش بطور امانت کسی قبرستان میں دفن کی جائے۔ وہ چھ ماہ سے قبل نہ نکالی جایا کرے۔ اور ایسی اموات جو طاعون یا کسی متعدی مرض سے ہوئی ہوں۔ ان کو دو سال سے قبل نہ نکالا جایا کرے

(۳) جب کوئی میت قادیان بغرض دفن بہشتی مقبرہ لائی ہو۔ تو نعش لانے سے قبل دفتر ھذا میں اطلاع کرنی چاہیئے۔

(۴) جس مہینہ میں ماہوار آمد کی وصیت کی گئی ہو۔ اس مہینہ سے ہی چندہ وصیت حصہ آمد بھجوانا شروع کر دینا چاہیئے۔ خواہ سرٹیفکیٹ کسی وقت جاری ہو۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان

دو بی اے استادوں کی ضرورت

افریقہ میں دو بی۔ اے پاس استادوں کی ضرورت ہے جو دوست جانا چاہتے ہوں۔ اپنی درخواستیں معہ نقل سرٹیفکیٹ بھجوا دیں۔ درخواست کا سرنامہ خالی رکھیں۔ وہ پُر کر دیا جائے گا۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

ضرورت ہے

احمدیہ مڈل سکول گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ کے لئے ایک ایس وی پاس ہیڈ ماسٹر اور ایک جے۔ اے۔ وی ٹیچر کی۔ جو اپنے کام کے ماہر اور تجربہ کار ہوں۔ خواہشمند بہت جلد اپنی درخواست معہ نقول اسناد و تصدیق امیر جماعت مقامی یا پریذیڈنٹ متعلق احمدیہ دارالبیت دفتر ھذا میں بھیج دیں (ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

حصہ وصیت کی زندگی میں ادائیگی

مبلغ ۱۲۵ روپیہ کی رقم چوہدری علی اکبر صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس منڈی بہاؤالدین نے اپنی زوجہ محترمہ مسماۃ آمنہ بی بی صاحبہ مرحومہ کی وصیت میں داخل کرائی ہے۔ اور یہ رقم بحساب حصہ وصیت حصہ جائداد کی کل قیمت تھی۔ جو انہوں نے ادا کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے احباب کو بھی ایسی توفیق بخشے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان)

قومی و مذہبی حفاظت کے لئے قربانی کی ضرورت

قربانی کا مسئلہ اتنا واضح اور مسلّم ہے کہ اگر تعصب بصیرت انسانی میں حائل نہ ہو۔ اور بے جا جذبات کو برانگیختہ کر کے قوت حاکمانہ کو کمزور نہ کر دے۔ تو یقیناً ہر انسان اس کی ضرورت اور اہمیت کا قائل ہو سکتا ہے اور اسے ماننا پڑتا ہے کہ ارتقاء عالم محض قربانیوں کے طفیل ہے۔ اگر لمحہ بھر کے لئے ان قربانیوں سے کنارہ کر لیا جائے تو نہ صرف انسانی زندگی محال ہو جائے۔ بلکہ بزم ہستی ایسا ویرانہ بن جائے جس پر ہر وقت حسرت برستی دکھائی دے۔ آکسیجن جب تک قربان نہ ہو۔ انسان کا زندہ رہنا ناممکن ہے۔ اسی طرح کاربن درختوں کی خاطر قربان ہوتی ہے۔ کروڑوں من لکڑی اور کوئلہ سٹیمروں ریلوں اور دخانی کشتیوں میں قربان ہوتا ہے۔ ایک انسان جب وبائی مرض میں گرفتار ہوتا ہے تو مریض کی جان بچانے کے لئے لاکھوں کیڑوں کی قربانی کی جاتی ہے۔ اور ہزارہا جانور صرف ایک جان کی خاطر ہلاک کر دئے جاتے ہیں۔ اور دیکھئے سیاست مدن میں نچلے درجہ کا انسان اعلیٰ کے لئے قربان ہوتا ہے۔ بیسیوں سپاہی اپنے افسر کی جان بچانے کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ یہ سب قربانی کے ہی کھیل ہوتے ہیں۔ غرض دنیا کی ہر چیز اور انسانی زندگی کے ہر پہلو میں قربانی موجود ہے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ جو ایک خاص قربانی کو جس کا اسلام نے حکم دیا ہے۔ ناپسندیدگی کی نظروں سے دیکھتے اور اسے بے رحمی قرار دیتے ہیں۔ وہ خود بھی کئی صورتوں میں کھلم کھلا قربانی کی دوسری صورتوں پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ مثلاً ان کے جسم پر اگر کوئی ایسا زخم ہو جائے۔ جس کے بگڑ جانے کی وجہ سے اس میں کیڑے پڑ جائیں۔ تو جتنی جلدی ممکن ہوگا۔ وہ ان کی قربانی اپنی جان کے بچانے کے لئے کریں گے۔ اس وقت ان کے دل میں ذرا بھی رحم نہ آئے گا۔ اور اب تو ساگ پات میں بھی روح اور زندگی تسلیم کی جا چکی ہے ایسے انسان جب سبزی استعمال کرتے ہیں۔ تو اس وقت بھی اپنی بقاء کے لئے وہ ایک اور چیز کو قربان کر رہے ہوتے ہیں۔

ان قربانیوں کے علاوہ معترضین خود جانوروں پر بوجھ لادتے ہیں۔ اور ان سے طرح طرح کی مشقتوں کا کام لیتے ہیں۔ ان کے بچوں سے چھین کر خود دودھ پیتے ہیں۔ یہ بھی قربانی کی ہی ایک قسم ہے۔ جسے وہ اپنے آرام و آسائش کے لئے ضروری سمجھتے ہیں۔ غرض عالم کی حیات ہی قربانیوں پر موقوف ہے اس کے علاوہ اگر تاریخی لحاظ سے غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر مذہب و ملت میں کسی نہ کسی رنگ میں قربانی کا رواج ضرور رہا ہے۔ چنانچہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے۔ ایران۔ انڈیا۔ یونان۔ روم عرب۔ افریقہ۔ قدیم امریکہ اور یورپ میں جانوروں کی قربانی کا عام رواج رہا ہے۔ ایسی تمام قربانیاں رضاء الٰہی۔ کفارۂ معاصی۔ ازالۂ غضب اصنام اور غریب کی غربت کی دوری اور بیمار کی شفایابی کے واسطے ہوا کرتی تھیں عبرانیوں میں شکریہ کفارہ۔ اور جمالی کے لئے۔ نیز رسم کے طور پر۔ ختنہ۔ شادی۔ مہمان کی آمد۔ زمین کے جوتنے کنوئیں کی بنیاد اور عمارت کی بنیاد رکھنے کے وقت نیز باہمی معاہدہ یا مردہ کی سالانہ رسم پر یا جب کسی کا جانور پہلا بچہ دے تو قربانیاں کی جاتی تھیں۔

بابلی لوگ قیدیوں میں سے ایک آدمی کی قربانی کیا کرتے اور افریقہ میں جینی آدمی کی قربانی کی جاتی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ہیکل طیار کی تو اس وقت قربانیوں کی نوبت لاکھوں تک پہنچ گئی تھی۔ ہندوستان کے کئی علاقوں میں اس وقت بھی مندروں وغیرہ پر سالانہ اس قدر جانور ہلاک کئے جاتے ہیں۔ کہ خون کی ندیاں بہ جاتی ہیں۔ اور ایسے وحشیانہ طریق پر یہ رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ کہ جو نہایت دہشت ناک ہیں

اسلام نے قربانی پر خاص زور دیا ہے۔ جس سے شریعت کا منشا یہ ہے کہ انسان اس سبق کو اچھی طرح ذہن نشین کرے کہ جب تک جانی یا مالی قربانیاں نہ کی جائیں اس وقت تک کسی قسم کی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی رضاء اور اس کی خوشنودی بھی انسان کو تبھی حاصل ہو سکتی ہے۔ جب وہ اپنا سب کچھ خدا کے لئے قربان کر دے۔ اس کا کھانا پینا۔ سونا جاگنا۔ چلنا پھرنا۔ غرضیکہ ہر حرکت و سکون محض خدا کے لئے ہو جائے۔ اور اپنے امارہ نفس کو خدا کی راہ میں ذبح کر دے چنانچہ قربانی کا لفظ ہی اس حقیقت پر دال ہے۔ لغت میں قربانی کے معنی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہ میں انسان کا اپنے آپ کو محو کر دینا۔ پس اسلام اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے قربانی کا سبق انسان کو دینا چاہتا ہے۔ اور ہر رنگ کی قربانی کا حکم دیتا ہے۔ ان میں سے ایک جانوروں کی قربانی ہے۔ جس کا عید الاضحیٰ کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ قربانیاں جو عید کے موقع پر کی جاتی ہیں۔ یہ اس عظیم الشان قربانی کو یاد دلانے کے لئے ہیں۔ جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام سے تعلق رکھتی ہے۔ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا کہ وہ اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے چاہا کہ خواب اپنے ظاہری معنوں کے لحاظ سے پوری کریں۔ چنانچہ وہ اس کے لئے تیار ہو گئے اور حضرت اسماعیل نے بھی باوجود بہت چھوٹی عمر کے پوری پوری آمادگی ظاہر کی۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کے لئے زمین پر لیٹ گئے۔ قریب تھا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے ہاتھ سے اپنے پیارے بیٹے کا گلا کاٹ کر رکھ دیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے انہیں روک دیا۔ اور اس کی بجائے دوسرے جاندار کی قربانی کرا دی۔

یہ موقع تو اس طرح ٹل گیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے کا انتہائی ثبوت پیش کر دیا۔ لیکن اس سے بڑھ کر ایک اور مرحلہ طے کرنا ابھی باقی تھا۔ اور وہ یہ کہ خدا کے حکم کے ماتحت حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ ماجدہ کو اس مقام پر جہاں اب مکہ آباد ہے۔ اور جہاں تمام دنیا کے لوگ لاکھوں کی تعداد میں جمع ہو کر لبیک اللّٰھم لبیک کہہ رہے ہوں گے۔ مگر اس وقت جنگل بیابان تھا۔ بغیر سامان زندگی کے تن تنہا چھوڑ آئے۔ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی یاد میں مسلمانوں سے قربانیاں کرا کر سبق سکھاتا ہے۔ کہ اگر تمہیں بھی اپنے عزیز و اقارب کو اپنے بیوی اور بچوں کو خدا کے لئے چھوڑنا پڑے۔ تو چھوڑ دو۔ اور کوئی چیز اپنی نہ سمجھو۔ بلکہ سب کچھ خدا تعالیٰ کا قرار دو۔ درحقیقت قربانیاں ہی ترقیات کا زینہ ہیں۔ جو قوم قربانیوں کے لئے طیار نہیں ہوتی۔ وہ کبھی کامیابی و کامرانی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔ بلکہ ذلت و ادبار کے گڑھے میں پڑی رہتی ہے۔

آج زمانہ ایسا ہے۔ کہ ہر قوم اپنی ترقی کے لئے غیر معمولی جدوجہد کر رہی ہے۔ بڑی بڑی مالی اور جانی قربانیاں کی جا رہی ہیں اگر اس وقت وہ مسلمان جنہیں قدم قدم پر قربانی کا سبق سکھایا گیا ہے۔ اپنی قومی اور مذہبی حفاظت کے لئے قربانی نہ کریں۔ تو ان کا دوسری اقوام پر غالب آنا ناممکن ہے۔ شریعت نے قربانی کا سبق سکھانے کے لئے ہی نماز روزہ زکوٰۃ اور حج کا مسلمانوں کو حکم دیا ہے۔ ان تمام عبادات میں کسی نہ کسی طریق پر انسان کو قربانی کرنی پڑتی ہے۔ نماز ایک عبادت ہے اور بہت بڑی عبادت جس کے لئے انسان اپنا آرام و آسائش قربان کرتا ہے۔ اوقات قربان کرتا ہے۔ اسی طرح روزہ میں انسان کئی قسم کی قربانیاں کرتا ہے وہ بھوکا اور پیاسا رہتا ہے۔ طبعی جذبات کو خدا کی رضاء کے لئے ایک وقت تک قربان کرتا ہے۔ اسی طرح زکوٰۃ میں مالی قربانی کی جاتی اور حج میں اپنے عزیز و اقارب اور وطن کی قربانی پر آمادہ ہوتا ہے غرض شریعت نے جس قدر عبادات کا حکم دیا۔ ان سے منشا یہی ہے کہ قربانی کی روح قائم رہے اور وہ اس حقیقت پر آگاہ رہیں کہ بغیر قربانی کے انسان اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ قربانی جتنی شاندار ہوتی ہے اتنے ہی بڑے اس کے نتائج نکلتے ہیں پس جبکہ مسلمانوں کو اسلام ہر بات میں قربانی کا سبق دیتا ہے۔ تو آج جبکہ حفاظت اسلام کے لئے قربانیوں کی ضرورت ہے ۔ مسلمانوں [illegible]

جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء پر بیعت کرنے والیوں کی فہرست

نمبر	نام	مقام
٦٨١	رحمت بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
٦٨٢	اسعد بیگم صاحبہ	نابھ سٹیٹ
٦٨٣	مہری بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
٦٨٤	خورشید بیگم صاحبہ	سیالکوٹ
٦٨٥	فتح بی بی صاحبہ	گورداسپور
٦٨٦	نواب بی بی صاحبہ	سیالکوٹ
٦٨٧	زینب صاحبہ	ضلع شاہ پور
٦٨٨	طالعہ بیگم صاحبہ	" لائل پور
٦٨٩	سردار بیگم صاحبہ	" گجرات
٦٩٠	سکینہ بی بی صاحبہ	لاہور
٦٩١	بختاور بی بی صاحبہ	جالندھر
٦٩٢	عمر بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
٦٩٣	برکت بی بی صاحبہ	" "
٦٩٤	رحمت بی بی صاحبہ	" "
٦٩٥	حکم بی بی صاحبہ	" "
٦٩٦	مریم صاحبہ	لاہور
٦٩٧	اقبال صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
٦٩٨	کریم بی بی صاحبہ	" "
٦٩٩	عزیزہ بیگم صاحبہ	" "
٧٠٠	بانو صاحبہ	" لدھیانہ
٧٠٢	غلام فاطمہ صاحبہ بنت امام دین صاحب	"
٧٠٣	طالعہ بی بی صاحبہ	" لائل پور
٧٠٤	فاطمہ بیگم بی بی صاحبہ	" جہلم
٧٠٥	عزیز بی بی صاحبہ	" شیخوپورہ
٧٠٦	طالعہ بی بی صاحبہ	" "
٧٠٧	رحیم بی بی صاحبہ	" "
٧٠٨	حمیدہ بیگم صاحبہ	" ہوشیارپور
٧٠٩	عزیزی صاحبہ	" ہوشیارپور
٧١٠	بیگم صاحبہ	" "
٧١١	فاطمہ بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
٧١٢	سید بیگم صاحبہ	" شیخوپورہ
٧١٣	رسول بی بی صاحبہ	" امرتسر
٧١٤	فاطمہ بی بی صاحبہ	" گورداسپور
٧١٥	ہاجرہ بی بی صاحبہ	قادیان
٧١٦	سرداراں بی بی صاحبہ	ضلع سیالکوٹ
٧١٧	فضل بی بی صاحبہ	" ہوشیارپور
٧١٨	بیگم بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
٧١٩	شریفاں بی بی صاحبہ	" "
٧٢٠	ولایت خاں صاحب	" "
٧٢١	ہاجرہ صاحبہ	پٹیالہ سٹیٹ
٧٢٢	عائشہ بی بی صاحبہ	ضلع لائلپور
٧٢٣	رضیہ بی بی صاحبہ	" شیخوپورہ
٧٢٤	طالعہ بی بی صاحبہ	" امرتسر
٧٢٥	عالم بی بی صاحبہ	" "
٧٢٦	آمنہ بیگم صاحبہ	" لائلپور
٧٢٧	سردار بی بی صاحبہ	" گجرات
٧٢٨	نواب بی بی صاحبہ	" "
٧٢٩	کریم بی بی صاحبہ	" لائلپور
٧٣٠	رمضان بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
٧٣١	حسن بی بی صاحبہ	" "
٧٣٢	زینب بی بی صاحبہ	" "
٧٣٣	فاطمہ بی بی صاحبہ	" "
٧٣٤	کریم بی بی صاحبہ	" جالندھر
٧٣٥	صالحہ بی بی صاحبہ	" گورداسپور
٧٣٥	سوانی بی بی صاحبہ	کپورتھلہ سٹیٹ
٧٣٦	نعمت بی بی صاحبہ	"
٧٣٧	غلام عائشہ صاحبہ	ضلع جالندھر
٧٣٨	ریشم بی بی صاحبہ	" گوجرانوالہ
٧٣٩	محمد بی بی صاحبہ	کپورتھلہ سٹیٹ
٧٤٠	مریم صاحبہ	پٹیالہ سٹیٹ
٧٤١	حسین بی بی صاحبہ	ضلع گوجرانوالہ
٧٤٢	عائشہ بی بی صاحبہ	" شاہ پور
٧٤٣	حمیدہ بیگم صاحبہ	سیالکوٹ
٧٤٤	سیدہ بیگم صاحبہ	" شیخوپورہ
٧٤٥	بڑھی صاحبہ	" لائل پور
٧٤٦	عمر بی بی صاحبہ	" گجرات
٧٤٧	بیگم بی بی صاحبہ	" گوجرانوالہ
٧٤٨	ہاجرہ بی بی صاحبہ	" جہلم
٧٤٩	رقیہ صاحبہ	پٹیالہ سٹیٹ
٧٥٠	خانم جان صاحبہ	ضلع گجرات
٧٥١	سردار جان صاحبہ	" "
٧٥٢	سکینہ صاحبہ	" سیالکوٹ
٧٥٣	برکت بی بی صاحبہ	گوجرانوالہ
٧٥٤	بیگم بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
٧٥٥	فتح بی بی صاحبہ	" شاہ پور
٧٥٦	عظمت سلطانہ صاحبہ	ضلع جہلم
٧٥٧	صالحہ بی بی صاحبہ	" "
٧٥٨	نظیراں بی بی صاحبہ	" گورداسپور
٧٥٩	امۃ اللہ صاحبہ	" "
٧٦٠	جنت بی بی صاحبہ	" "
٧٦١	فاطمہ بی بی صاحبہ	" شاہ پور
٧٦٢	سوار بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
٧٦٣	سرداراں صاحبہ	" گورداسپور
٧٦٤	حسن بی بی صاحبہ	" گوجرانوالہ
٧٦٥	رسول بی بی صاحبہ	" گورداسپور
٧٦٦	نور بی بی صاحبہ	لاہور
٧٦٧	رابعہ صاحبہ	" شیخوپورہ
٧٦٨	حسین بی بی صاحبہ	" سیالکوٹ
٧٦٩	نصرت بیگم صاحبہ	" شیخوپورہ
٧٧٠	سرداراں بی بی صاحبہ	" ہوشیارپور
٧٧١	حسین بی بی صاحبہ	" شیخوپورہ
٧٧٢	فضل بیگم صاحبہ	" گجرات
٧٧٣	سکینہ بی بی صاحبہ	" شیخوپورہ
٧٧٤	دولت بی بی صاحبہ	" "
٧٧٥	نواب بی بی صاحبہ	" "
٧٧٦	رحمت بی بی صاحبہ	" "
٧٧٧	عائشہ صاحبہ	" جھنگ
٧٧٨	رابعہ بی بی صاحبہ	" شیخوپورہ
٧٧٩	جنت بی بی صاحبہ	پٹیالہ سٹیٹ
٧٨٠	شرف بی بی صاحبہ	ضلع ہوشیارپور
٧٨١	کبیرن صاحبہ	" لدھیانہ
٧٨٢	رسول بی بی صاحبہ	" شیخوپورہ
٧٨٣	کنیز فاطمہ صاحبہ	" ملتان
٧٨٤	بتول بی بی صاحبہ	" "
٧٨٥	عائشہ صاحبہ	" لاہور
٧٨٦	امام بی بی صاحبہ	" "
٧٨٧	سردار بی بی صاحبہ	" جہلم

باقی

بقیہ صفحہ ۱۰

بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ کا منصب لے کر آنے والا انسان پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اب غیب یہ ہے کہ کوئی انجمن کوئی ادارہ اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام کے نام سے قائم ہو۔ اس کا طریق عمل اور اس کا سامان حرب وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا۔ میں فتنہ ارتداد کے زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد سے میدان جنگ میں ایک خاص کام کے لئے گیا۔ اور ایک رپورٹ اس مشن کی مرتب کرنا میرے فرائض میں تھی۔ اس لئے کہ میرے رفقاء کار نے مجھ سے ہی یہ کام لینا پسند فرمایا۔ میں نے اسوقت مختلف تبلیغی اداروں کو جو میدان جنگ میں قائم تھے دیکھا وہاں کام کرنے والوں کو جن ہتھیاروں سے مسلح کیا جارہا تھا۔ وہ وہی ہتھیار تھے۔ سرمہ چشم آریہ اور چشمہ معرفت باقاعدہ پڑھائی جارہی تھیں۔ نورالدین اور تصدیق براہین احمدیہ نصاب تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پرانی تحریروں کا مطالبہ کیا جارہا تھا۔ میں نے اس نظارہ کو دیکھا۔ اور ایک ادارہ کے ناظم سے ذکر کیا۔ کہ یہ تو قادیانی ہتھیار ہیں۔ وہ آج مر چکا ہے۔ مگر اس نے جو جواب دیا اس نے مجھ پر وجد کی کیفیت پیدا کر دی۔ اس نے کہا۔ دشمن کی شکست اور موت کے لئے یہی ہتھیار ہیں۔ ان کے سوا سب ہیچ ہیں۔ اور وہ جب تک اس میدان میں رہا۔ ہماری جماعت کے ساتھ اس کا تعاون پورے طور پر رہا۔ اللہ تعالیٰ اس کی خدمت کو قبول کرے۔ آمین۔

میرا یہ کہنے سے مقصد یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ جنگی کی سپرٹ کو حفاظت و اشاعت اسلام کی روح سے بدل دیا۔ یہ بینظیر کامیابی آپ کی تھی۔ میں کہتا ہوں۔ کہ دلائل کی اس پیچیدہ راہ کو چھوڑ دو۔ جو فن تنقید اور فلسفہ کی جھاڑیوں کے نیچے سے جاتی ہے۔ تم ایک پر غور و مطالعہ کرو۔ کہ اسلام کے اس جرنیل نے کیا کیا۔ اور اس کے تمام کارناموں کو ایک طرف رکھ دو۔ صرف اسی ایک کارنامہ پر نظر کرو۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ وہ روح جس کو حق و صداقت سے محبت ہے۔ بے اختیار بول اٹھے گی۔ کہ یہ صادق کا ظہور تھا۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

— پنجاب یونیورسٹی کے امتحانات ایف۔ اے۔ اور بی۔ اے کے پرچے آؤٹ ہو جانے کا شور پڑا ہوا ہے۔ مگر حیرت ہے یونیورسٹی نے ابھی اس بارے میں کوئی عملی کارروائی نہیں کی۔ سوائے اس کے کہ تاریخ کے دوبارہ امتحان کا اعلان کر دیا ہے۔

— سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار شملہ سے لکھتا ہے۔ کہ کانگریسیوں کی طرف سے ہندوستان کے مختلف حصص میں گاندھی ارون سمجھوتہ کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اور اس وجہ سے خیال ہے۔ کہ حکومت بھی اب زیادہ صبر و تحمل سے کام نہیں لے سکتی۔ اور اس کی طرف سے بھی کارروائی شروع ہو جائے گی۔

— الہ آباد میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے نیشنلسٹ مسلم پارٹی کو جلسہ منعقد کرنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ان نام نہاد قوم پرستوں کے خلاف عامۃ المسلمین مظاہرہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ اور خطرہ تھا۔ کہ فساد نہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں کے خلاف مسلمانوں میں کس قدر رنج اور غصہ کے جذبات ہیں۔

— دہلی میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ جس کی رو سے بقر عید میں بھیڑ بکری کے سوا دیگر جانوروں کی قربانی شہر میں [...] قرار دی گئی ہے۔ مذبح میں ذبح کرنے کے لئے گائیں [...] لے جانے کے لئے ایک خاص راستہ تجویز کر دیا گیا ہے۔ اور [...] کے ساتھ سات آدمیوں سے زیادہ کو جانے [...]

[...] لاہور کے کیرج اور لوکو ورکشاپ کے کارخانوں میں [...] وجہ سے برطرف کر دئے گئے ہیں۔ جن [...] مسلمان ہیں۔ اعلیٰ حکام کے صریح [...] پر بھی [...] گیا ہے۔

— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میدنا پور کے قتل کے سلسلہ میں پولیس کو ایک چھوٹے لڑکے کے ذریعہ قاتل کا سراغ مل گیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس بچے نے قاتل کو جبکہ وہ جانتا تھا۔ فائر کر کے بھاگتے ہوئے دیکھا۔

— ملتان میں مسجد کے پاس ایک ہندو سبیل کے متعلق ہندو مسلمانوں میں جو تنازعہ تھا۔ اس کا باہمی فیصلہ ہو گیا ہے جس کی رو سے سبیل کی چھت اڑا دی جائے گی۔ اور کمرہ کی [...] کر دی جائے گی۔ وہاں کسی قسم کا راگ [...]

[...] ہو سکے گا اور نہ ہی [...] طور پر استعمال کیا جائیگا۔

— بنارس میں چونکہ ابھی تک خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔ اور فساد کا اندیشہ ہے۔ اس لئے دو ماہ کے لئے وہاں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

— [ا]مان اللہ خاں جدہ پہنچ [...] ہیں۔ اور بظاہر آپ حج کے لئے جا رہے ہیں۔

— کائی بانڈا سب ڈویژن سے ایک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ایک مفلوک الحال کسان کا چھوٹا سا بچہ شدت گرسنگی سے تڑپ رہا تھا۔ ماں یہ نظارہ دیکھ نہ سکی۔ اس لئے اس نے اس کے گلے پر چاقو پھیر کر اسے ٹھنڈا کر دیا۔ اور بعد میں خود بھی خودکشی کی کوشش کی۔ مگر پڑوسیوں نے اسے [...] پکڑ لیا۔

— مولانا شوکت علی نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے۔ کہ خاص حالات کے سوا گائے کی قربانی نہ کی جائے۔ اور جو کرے۔ وہ ایسے طریق پر کرے کہ برادران وطن کی دل آزاری نہ ہو۔ ایسے شدید اختلاف اور ہندوؤں کی بے پناہ ستم رانیوں کے باوجود اس قدر رواداری کا ثبوت اور جذبات کا احترام مسلمانوں کا ہی حصہ ہے۔

— کوشٹیا (بنگال) کی ایک خبر ہے کہ ڈاکوؤں نے ایک مندر کے مہنت کو قتل کر دیا گیا۔ اور مورتی کے زیور چرا کر لے گئے مورتیوں کی بے بسی کے علاوہ ایسے واقعات ان سے عقیدت کی نامعقولیت کو بھی واضح کر دیتے ہیں۔

— لندن کے پولیٹیکل حلقوں میں یہ خبر ہے۔ کہ گول میز کانفرنس ستمبر سے پہلے نہ ہو سکے گی۔

— پرتاپ ۱۴ اپریل لکھتا ہے۔ کہ ضلع ہوشیار پور کے بعض علاقوں میں پانی کی سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ اور لوگ گھر چھوڑنے پر تیار ہو رہے ہیں۔ پانچ پانچ چھ چھ میل سے پانی لیا جاتا ہے۔ [...] زیادہ مر گئی ہے۔

— ریاست [...] کے نئے مہاراجہ نے تخت نشینی کے موقعہ پر دیہات میں پرائمری تعلیم کے مفت اور لازمی کر دینے کا اعلان کیا ہے [...] زیر کاشت زمینوں پر کاشتکاروں کو حقوق مالکانہ عطا کر دئے ہیں۔ اور والد کے ترکہ میں لڑکی کو بھی حصہ دار کیا ہے۔ اور دیہاتیوں کو سرکاری خزانہ سے بلا سود قرضہ عطا کرے گا۔

— کچھ عرصہ ہوا۔ جنوبی ہند کے موپلاؤں اور ہندوؤں نے حکومت سے استدعا کی تھی۔ کہ ہمارے علاقہ کو کانگریسیوں کی شرارتوں سے محفوظ رکھا جائے۔ اور انہیں یہاں نہ آنے دیا جائے۔ مگر حکومت نے کوئی انتظام نہ کیا۔ کانگریسیوں نے ایک شہر میں جلسہ منعقد کیا۔ جس پر ایک ہزار ہندوؤں اور موپلوں نے حملہ کر دیا۔ اور کانگریسیوں نے ادھر ادھر بھاگ کر جان بچائی۔

— کوئٹہ میں ایک گورے کی لاش ایک سینما کے قریبی کنوئیں سے برآمد ہوئی ہے۔ غالباً نشہ کی حالت میں وہ اس میں گر گیا ہوگا۔

— بلدیہ بمبئی نے درخواست کی تھی۔ کہ گورنر بمبئی کے رخصت ہو جانے کے موقعہ پر کسی ہندوستانی کو گورنر بنایا جائے۔ مگر یہ نامنظور ہوئی۔ اس کے خلاف احتجاج کے لئے ۱۳ اپریل کو بلدیہ کا جلسہ قرار پایا ہے۔

— حکومت برطانیہ نے ہسپانیہ کی جدید جمہوریت کو تسلیم کر لیا ہے۔

— رنگون میں ایک فوجی افسر نے بے تحاشا موٹر چلاتے ہوئے ایک برمی کو ہلاک کر دیا تھا۔ عدالت نے اسے صرف چھ سو روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی دو ماہ قید محض کی سزا دی۔ ہندوستانی خون کی اس قدر ارزانی نہایت افسوسناک ہے۔

— ۱۲ اپریل کو امرتسر میں [...] سبھا کا ایک جلسہ ہوا۔ جس میں ایک مقرر نے کہا۔ کہ ڈاکٹر کچلو کو بالشویکوں نے ۲۵ ہزار روپیہ مسلمانوں اور مزدوروں کی امداد کے لئے دیا تھا۔ مگر ڈاکٹر صاحب خود ہی ہضم کر گئے۔ کچلو صاحب اس کی تردید کر رہے ہیں۔

— مہاراجہ [...] کی تخت نشینی کے موقعہ پر ایک جلوس نکالا گیا۔ مہاراجہ صاحب ہاتھی پر سوار جا رہے تھے۔ کہ خوفناک دھماکہ کے ساتھ ایک بم پھٹ گیا۔ ایک آدمی ہلاک اور ۱۰ مجروح ہوئے۔ مہاراجہ صاحب بال بال بچ گئے۔

— دہلی ۱۵ اپریل۔ دہلی پولیس نے ان اشخاص کی جن کی مقدمہ سازش کے سلسلہ میں تلاش کی جا رہی ہے۔ گرفتاری کے لئے ۱۰ ہزار روپیہ کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ ان میں سے لاہور کی ایک لڑکی سرلا دیوی ہے جس کی گرفتاری کے لئے پانچ سو انعام رکھا گیا ہے۔

— لاہور ۱۴ اپریل۔ پچھلے سال پریس آرڈیننس کے ماتحت [...] کی تین ہزار روپیہ کی ضمانت ضبط کی گئی تھی۔ اس کی اپیل کورٹ میں دائر تھی۔ جو کل خارج کر دی گئی۔

— میمن سنگھ ۱۴ اپریل۔ بنگال کے مشہور کانگریسی لیڈر مسٹر جے ایم سین گپتا صدر منتخب ڈسٹرکٹ سٹوڈنٹ کانفرنس کریم گنج سے یہاں پہنچے۔ جب آپ قیام گاہ سے موٹر میں سوار ہو کر کانفرنس میں جا رہے تھے۔ تو نوجوانوں نے ان کی موٹر پر حملہ کیا۔ آپ تو بچ گئے۔ لیکن بعض لیڈران کانگریس کو چوٹیں آئیں۔ بعد ازاں حملہ آوروں اور کانفرنس کے ارکان کے درمیان باقاعدہ جنگ چھڑ گئی۔ طرفین نے اینٹیں پھینکیں۔

— کلکتہ ۱۵ اپریل۔ کل شام ساڑھے سات بجے کے قریب [...]

عبدالرحمن قادیانی [...] نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر [...] الفضل کے لئے قادیان سے شائع کیا